ماہنامہ مجلہ الحقیقہ (پاکستان)

قارئین الحقیقہ کو
عید مبارک



توحید اور محبوبان خدا کے کمالات

اداریہ

اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی!

اسلام کا عالمگیر فیضان



الاستفتا

از قلم علامہ شفقات احمد نقشبندی

آئینہ مرزائیت

دسمبر 2002ء

حمد و نعت

اے مرے خُدا (جل جلالہ)

کونین تیرے در کے گدا، اے مرے خُدا (جل جلالہ)
سب کی کفیل تیری عطا اے مرے خُدا

کون و مکاں میں سب سے بڑا جس کو سوچئے
ہے اس بڑے سے بھی تو بڑا اے مرے خُدا

ثانی ترا صفات میں کوئی نہ ذات میں
پھر کس طرح ہو شرک روا اے مرے خُدا

گو پاک ہے "مکان" سے تو، اس کے باوجود
ہے ہر مکاں میں جلوہ نما اے مرے خُدا

تیرے سوا ہو کس کی طلب، کس کا خوف ہو
کوئی نہیں جب اور خُدا، اے مرے خُدا

سب نام محو ہو گئے پھر لوحِ قلب سے
جب ایک ترا نام لکھا، اے مرے خُدا

چھا جائے دم میں ابرِ کرم صدقہ حبیبؐ
دل سے کوئی کہے تو ذرا اے مرے خُدا

تو ہے مرے خُدا کا نبیؐ اے مرے نبیؐ
تو ہے مرے نبیؐ کا خُدا، اے مرے خُدا

مرشد کے صدقے ذرۂ عشق حبیبؐ دے
آسی کی ہے یہی تو دعا اے مرے خُدا

اے مرے نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

سرِّ ظہورِ ذات ہے تُو اے مرے نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام)
مقصودِ کائنات ہے تُو اے مرے نبی

لولاک والے ارض و سما ہیں ترے لئے
مختارِ شش جہات ہے تُو اے مرے نبی

اللہ ذوالجلال ہے خالق حیات کا
اور مرکزِ حیات ہے تُو اے مرے نبی

تو مظہرِ وجود ہے، تو محورِ شہود!!
ہاں اصلِ ممکنات ہے تُو اے مرے نبی

پھر کیوں نہ تُو رؤف و رحیم و کریم ہو
آئینہ صفات ہے تُو اے مرے نبی

ترے بغیر معرفتِ ذاتِ حق محال
نورِ الٰہیات ہے تُو اے مرے نبی

دنیا سوال اور تری ذات ہے جواب
دنیا فنا ثبات ہے تُو اے مرے نبی

محشر میں ہوگا تاجِ شفاعت ترے ہی سر
پیرایہ نجات ہے تُو اے مرے نبی

آسی کو بخش صبر و سکوں صدقہ آل کا
تسکینِ کائنات ہے تُو اے مرے نبی

پروفیسر محمد حسین آسی

يا ايها النبي جاهد الكفار والمنافقين واغلظ عليهم

اے نبی! جہاد کرو کافروں اور منافقوں سے اور ان پر سختی کرو (التوبہ ۔ ۷۳)

ماہنامہ

مجلۃ الحقیقہ

(پاکستان)

شوال ۱۴۲۳ھ دسمبر 2002ء جلد نمبر 3 شمارہ نمبر 3

زیر سرپرستی

مفکر اسلام حضرت علامہ مولانا پروفیسر محمد حسین آسی نقشبندی

زر تعاون

پاکستان (فی پرچہ) 10/روپے سالانہ بذریعہ ڈاک -/124 روپے

	فی پرچہ	سالانہ چندہ
یورپ	1 پونڈ	10 پونڈ
یو ایس اے	1.5 ڈالر	15 ڈالر
عرب ممالک	3 ریال	30 ریال

فہرست

رابطہ: صوفی محمد آصف نقشبندی، انچارج دفتر الحقیقہ نقش لاثانی نگر شکر گڑھ

پبلشرز: پروفیسر محمد حسین آسی نے احمد دین پرنٹرز داتا مارکیٹ لاہور سے چھپوا کر مرکزی دفتر مجلۃ الحقیقہ نقش لاثانی نگر شکر گڑھ فون نمبر:451734 (نارووال) سے شائع کیا

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون

یونس-٦٣

ترجمہ: سُن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

کلمۃ الحقیقہ

اداریہ

جناب صدر کی خدمت میں گزارشات

اے خانہ بر انداز چمن کچھ تو ادھر بھی!

گزشتہ رات ۹ بجے آپ کا خطاب سنا۔ آپ نے اپنے روشن کارناموں کا تذکرہ فرمایا اور سابقہ صورت حال کے مقابلے میں آپ کے انقلابی اقدامات کی برکات واثرات یقیناً لائق تحسین ہیں۔ تین سالوں میں آپ نے واقعی ملک کو بہت کچھ دیا ہے۔ آپ کے مخالفین جو جمہوریت کا دن رات راگ الاپتے ہیں، ان سے آپ کی کامیابیاں مخفی رہیں تو الگ بات ہے ورنہ کوئی مخلص اور باوفا پاکستانی آپ کو داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ان معاندین ومخالفین میں بعض وہ ہیں جو پاکستان کے قیام ہی کے مخالف تھے، اور جب پاکستان بن گیا تو فکری انتشار کے نقیب بن گئے۔ نوابزادہ نصر اللہ خاں صاحب ہی سے پوچھ لیجئے، حضور! تحریک پاکستان میں آپ کا کیا کردار ہے جناب قاضی حسین احمد صاحب (امیر جماعت اسلامی) کا نام ہی مولانا حسین احمد مدنی کے نام پر رکھا گیا تھا جو مخالفین پاکستان میں سرخیل تھے۔ یادش بخیر مولانا فضل الرحمٰن ابھی چند سال ہی فرما چکے ہیں پاکستان کا قیام اس صدی کا سب سے بڑا فراڈ ہے۔ پیپلز پارٹی کا فکری محور بینظیر بھٹو ہے جسے پاکستان سے ہمدردی ہے نہ اسلام سے۔ نواز شریف جیسے بلند ہمت لوگ بوقت حکومت اگر کسی کو غدار کہتے ہیں تو بوقت ضرورت اسی کو اپنا قبلہ حاجات ومرادات سمجھتے ہیں۔ اس قسم کے لوگوں کے مقابلے میں یقیناً آپ کی نیت پرخلوص ہے۔ اور آپ کا ناخن تدبیر واقعی کئی گتھیاں سلجھا چکا ہے۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ آپ نے اکثر وعدے بھی پورے کردیئے ہیں یہاں تک سپریم کورٹ کے فیصلے کے احترام میں آپ نے قوم کو جمہوریت کی شاہراہ پر بھی گامزن کردیا ہے۔ آپ کا سب سے بڑا احسان یہ ہے۔ جس کا خود آپ نے بھی ذکر نہیں فرمایا یہ ہے کہ آپ نے جہاد کے نام پر فساد پھیلانے والوں کا راستہ روکا۔ ایک چھوٹے سے ملک میں مختلف عسکری گروپوں کی بھرمار خانہ جنگی کا پیش خیمہ بن سکتی تھی بلکہ بن رہی تھی اور بعض لوگوں کی طرف سے عوام کو ہراساں کرنے کیلئے یہ شوشہ بھی چھوڑا جارہا تھا کہ درسگاہوں میں جو فوج تیار ہورہی ہے، پاکستان کی اصل فوج بھی ان کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ جناب مولانا سمیع الحق نے شہر اقبال کے ایک جلسہ عام میں یہاں تک کہہ دیا تھا کہ پاکستان میں جس کی لاٹھی، اس کی بھینس کا قانون رائج ہے پرویز مشرف نے نواز شریف کو بھگا دیا کہ وہ اس کے مقابلے میں کمزور تھا اور ہم جب چاہیں گے پرویز مشرف کو بھگا دیں گے کہ وہ ہمارے مقابلے میں کمزور ہے خصوصاً نام نہاد لشکر طیبہ کے طور طریقے یہی ظاہر کرتے تھے کہ کشمیر اُن کی منزل نہیں، ان کا اصل ہدف پاکستان ہے۔ چنانچہ اس خداداد مملکت پر اپنا کنٹرول حاصل کرنے کیلئے انھوں نے اپنے مرکز مرید کے میں اسلحہ کے ڈھیر لگا دیئے تھے۔ یہاں محاربہ (جنگ) بھی سکھایا جاتا تھا مناظرہ بھی۔ رفع یدین، آمین بالجہر جیسے بالکل فروعی مسائل پر زور صرف کیا جاتا تھا تا کہ لوگوں کے ذہن میں یہ بات راسخ کردی جائے کہ صدیوں سے انھیں جو نماز سکھائی گئی ہے، وہ غلط ہے اور جن بزرگوں نے سکھائی، ان کی اپنی نماز بھی باطل تھی۔ اسی پر بات ختم نہیں کی بلکہ وہ ان تمام بزرگوں کو جنھوں نے برصغیر میں بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے بعد عموماً ساری دنیا میں اسلام پھیلایا، بڑی بیباکی سے معاذ اللہ، معاذ اللہ مشرک کہنے لگے۔ آج تک وہابی، داتا اور گنج بخش جیسے القاب سے چڑتے تھے مگر حضرت داتا کی ولایت کا انکار نہیں کرتے تھے۔ حافظ سعید کی بدروح نے انھیں کافر و مشرک لکھا، حضرت بایزید بسطامی، حضرت مولانا روم، حضرت امام علی الحق سیالکوٹی علیھم الرضوان جیسی مسلمہ محسنین

اسلام کو بلکہ سب صوفیہ کرام کو معاذ اللہ کافر و مشرک بکنا شروع کیا، پھر نظام خلافت لانے کا وہ جس طرح تصور دیتا تھا اس کا ماہنامہ الدعوۃ پڑھنے والا بھانپ جاتا تھا کہ محمد بن عبدالوہاب کا لشکر ہی تیار ہو رہا ہے، ہاں ہاں وہ لشکر جس نے طائف، مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں نہتے شہریوں کے خون سے اپنی منحوس وخونخوار تلواروں کی پیاس بجھائی تھی۔ لشکر طیبہ والے کشمیر میں تو صرف اتنا کرتے ہوئے کہ مزارات کی بے حرمتی کی، ان کے جھنڈوں سے اپنے جوتے صاف کیے، وہاں کے مسلمانوں کو اپنے اور پھر ہندو فوج کے عذاب سے دوچار کیا مگر پاکستان میں انھوں نے مسجدوں پر قبضہ کرنا اور عوام کو ہراساں کرنا شروع کر دیا تھا۔ مگر افسوس ان کی فکری، علمی، اور عملی دہشت گردی کا کسی نے نوٹس تک نہ لیا۔ نہ کسی جمہوری حکومت کو انھیں روکنے کی جرات ہوئی نہ کسی اخبار کو۔ مجید نظامی صاحب جیسے لوگ نہیں جانتے کہ اس کے کیا عزائم تھے۔ یہ ایک عظیم فتنہ تھا جو ملک کیلئے انتہائی خطرناک ہوتا مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے پاکستان کو بچا لیا۔

جناب صدر! آپ کی نیت بھی درست اور آپ نے کیا بھی بہت کچھ اور ملک وقوم کو ملا بھی بہت کچھ۔ آپ نے دن رات محنت کی اور کئی اہداف بھی حاصل کیے مگر فرمایئے عملاً غریب غربا کے حصے میں کیا آیا۔ کیا مہنگائی میں فرق پڑا یقیناً ملک دیوالیہ ہونے سے بچ گیا، واقعی زرمبادلہ کے ڈھیر لگ گئے، مگر وہ بے سہارا خواتین جو فاقہ برداشت نہ کرتے ہوئے اولاد سمیت خودکشی کر کے موت کی آغوش میں جا رہی ہیں، ان کے دامن میں آپ کے دامن حکومت کی برکات کا کتنا حصہ آیا۔ تیرے چوتھے سکیل کا وہ چوکیدار جس کا سارا گزارا تنخواہ پر ہے، فرمایئے مہنگائی کے بھوت کا مقابلہ کیونکر کر سکتا ہے۔ بجلی ہی کو لیجئے، واپڈا نے یہ کیا اور جو کچھ نے وہ کیا، سب ٹھیک مگر دیکھنا تو ہے کہ اس سے کتنے گھر روشن ہو سکے بجلی پہلے کی نسبت کتنی مہنگی ہے اور اس کی مہنگائی سے ایک عام مزدور کیونکر گلو خلاصی کرا سکتا ہے۔ وزیروں اور ارکان اسمبلی کی تنخواہیں سو فیصد بڑھیں اور ابتدائی سکیلوں کے ملازمین کو وعدہ پر ٹرخا دیا جائے، کتنا مناسب ہے۔ جناب صدر! آپ نے تحصیلی وضلعی حکومتیں قائم کیں، مگر اس سے بے سہارا عوام کو کیا فائدہ پہنچا، اور جب تک آپ کو اس بات کا علم واحساس نہ ہوگا کہ غربت کے ماروں کی مشکلات میں کس حد تک اضافہ ہوا ہے، آپ ان کے کیا کام آسکیں گے۔ حق یہ ہے کہ آپ کی نیت میں خلوص ہے مگر آپ کے اردگرد کوئی ایسا ٹولا ہے جو آپ کو باہر کی ہوا نہیں لگنے دیتا۔ نتیجہ یہ ہے کہ آپ اپنے ایوان میں چند حاشیہ برداروں میں بیٹھے ملکی فائدے کیلئے کام کرتے جائیں گے مگر ان کاموں کا نقصان ہوتا جائے گا۔ ممکن ہے یوں بھی ہو کہ آپ کے مشیر آپ سے مخلص نہ ہوں اور وہ معاشرے کے اصل حقائق سے آپ کو بے خبر رکھ کر آپ کو عموماً وہ مشورے دے رہے ہوں جو قوم کو حکومت سے بیزار کرنے والے ہوں، جس کام میں قوم کا فائدہ ہے، وہ اسے نقصان دہ بتاتے ہوں اور جس میں نقصان ہے، اسے مفید کہا جا رہا ہو، ہمارے نزدیک اساتذہ، طلبہ اور ڈاکٹروں کا موجودہ احتجاج بالکل درست ہے، مگر آپ کے "مہربان" مشیر اسے ممکن ہے "حزب اختلاف" کی کارروائی قرار دیتے ہوں۔ جناب صدر! آپ تعلیم میں کوئی انقلاب لانا چاہتے ہیں تو یہ معکوس نہیں ہونا چاہیے۔

جناب صدر! ایک گزارش اور بھی ہے۔ آپ کے دور میں بے حیائی کو بہت عروج ملا از راہ کرم اپنے بد طینت حواریوں سے بچ کر ایک مضبوط معاشرے کی بنیاد رکھنے کیلئے کچھ سوچئے قوم کے نوجوانوں کو مادر پدر آزادی کس حد تک مفید ہے۔ اب آپ پرائیویٹ اور ٹی وی، ریڈیو کے سلسلے جاری کرنا چاہتے ہیں تو نتیجہ ظاہر ہے۔ پھر بے دین، بے حیائی کی نقیب اور پاکستان دشمن این جی اوز کو خصوصاً آپ کے دور میں فروغ مل رہا ہے، ایسا کیوں ہے؟ شہباز شریف نے بھی ایک اچھا کام کیا تھا کہ ان کی چھان بین کے بعد ان پر پابندی لگا رہا تھا، مگر آپ نے انھیں بھی کھلا چھوڑ دیا۔

جناب صدر! ہم تو کسی شہسوار کے منتظر تھے، جس کو حکیم الامت اقبال نے یہ کہہ کر پکارا۔

اے سوارِ اشہب دوراں بیا

اے فروغ دیدہ، امکاں بیا

اور بچی بات یہ ہے کہ ہم جمہوریت کے بارے میں بھی حضرت اقبال ہی کے مقلد ہیں جن کا فرمان ہے۔

گریز از طرز جمہوری غلام پختہ کارے شو!

کہ از مغز دو صد خر فکر انسانی نمی آید

کاش آپ ہی وہ پختہ کار ہوتے جو پاکستان کا محافظ بھی ہوتا نظریہ پاکستان کا بھی۔ آپ کو مسلمان سربراہ ہونے کی حیثیت سے سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہئے کہ آپ کے اقدام کی حیثیت کتاب و سنت کی روشنی میں کیا ہے۔ آپ جب اسمبلی میں عورتوں کی سیٹوں میں اضافہ کر کے داد لینا چاہتے ہیں تو ہمارے دل کی آہ اٹھتی ہے کہ اقبال کا سوار اشہب دوراں، اور پختہ کار کب میدان میں آئے گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے دستور کے سوا کچھ بھی برداشت نہیں کرے گا۔

ہاں ہاں جناب صدر! آپ نے بہت اچھے کام کئے، مگر یہ بھی فرمایئے نفاذ اسلام کی طرف آپ کی توجہ کب، مبذول ہوگی۔ ہمارا، اول و آخر یہی مطالبہ ہے۔

گل پھینکے ہیں اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی

اے خانہ بر انداز چمن کچھ تو ادھر بھی!

آخر میں ایک اور گزارش بھی کر دوں، آپ نے اپنے خطاب میں قرآن پاک کے حوالے دیئے اور پشتو لہجے میں قرآن پاک کی آیتیں بھی سنائیں، مگر ساری تقریر میں ایک بار بھی سرور کونین مالک ملوین، خواجہ دارین حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کا ذکر خیر نہیں کیا نجانے ایک مسلمان کو یہ بات کیسے گوارا ہو جاتی ہے کہ گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے کی گفتگو میں ایک بار بھی اپنے آقا و مولا، ملجا و ماویٰ ﷺ کے ذکر خیر سے مشرف نہ ہو سکے، اپنے دور کا امام عاشقان رسول ﷺ کیا کہتا ہے۔

ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہے

نمکیں حسن والا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

اب ضیاء الحق یاد آتا ہے جو بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ ہی نحمدہ و نصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم بھی کہتا تھا اور جس نے تاکید کر رکھی تھی کہ خطاب سے پہلے حضور پرنور ﷺ کی نعت ضروری ہونی چاہئے

کاش آپ کو بھی مت آجائے اور ہماری آنکھوں کو ٹھنڈا کریں

خادم دربار نقش لاثانی

پروفیسر محمد حسین آسی

۱۶ رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ

شیخ نجدی کا لاجواب ہونا

ایک بار ایک قبیلہ کا رئیس اس سے ملنے آیا اور اس سے کہنے لگا: اے شیخ تمہارا ایک معتمد اور خادم جو تمہارے نزدیک سچا ہو، آکر یہ خبر دے اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر جرار آکر تم پر حملہ آور ہونے کی تیاری کر رہا ہے اور تم ایک ہزار آدمیوں کو اس بات کی تصدیق کیلئے روانہ کرو اور وہ دیکھیں کہ پیچھے نہ کوئی ہنگامہ ہے اور نہ کوئی لشکر، اور وہ آکر تم کو اس بات کی خبر دے، تو تم اس ایک آدمی کی تصدیق کرو گے یا ان ہزار آدمیوں کی۔ شیخ نجدی نے کہا! میں ہزار آدمیوں کی تصدیق کروں گا۔ اس قبیلے کے سردار نے کہا اسی طرح تمام سابق مسلمان علماء زندہ اور فوت شدہ اپنی کتابوں میں تمہاری دعوت اور تحریک اور تمہارے عقائد اور افکار کی تکذیب بیان کرتے رہے ہیں پس ہم ان تمام کی تصدیق کریں یا صرف ایک تمہاری اس گرفت پر بھی شیخ نجدی بھونچکارہ گیا اور اس کو کوئی جواب بن نہ آیا۔ (تاریخ نجد و حجاز)

توحید اور محبوبانِ خدا کے کمالات

پروفیسر محمد حسین آسی

قسط: ۲۴

ہمارے جتنے اختلافات نظر آتے ہیں ان میں اکثر "نیت" کو نہ سمجھنے کی بنا پر ہیں۔ بلکہ یوں لگتا ہے جیسے اختلافات پیدا کرنے والوں نے جان بوجھ کر نیت سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی اور انہوں نے اختلاف پیدا کرنے کیلئے ہی سارا زورِ صرف لفظوں پر صرف کر دیا۔ حضور پرنور ﷺ کا ارشاد گرامی جو عموماً محدثین نے سب سے پہلے اپنی تصنیفات کی زینت بنایا ہے۔ نیت ہی کے بارے میں ہے۔ مگر ہمارے کرم فرماؤں نے اس پر بھی غور کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی ان کی گفتگو سنئے، ان کی تحقیقات پر نظر دوڑائیے، ان کے انکشافات ملاحظہ فرمائیے، شور و غل بہت سنائی دے گا مگر جسے "غور و فکر" کہتے ہیں شاید ہی اس کا کوئی شمہ کہیں نظر آئے۔ ہاں ہاں سوچئے جب سب سے پہلی حدیث کو بھی معاذ اللہ انہوں نے "در خور اعتنا" نہیں سمجھا، تو باقی کتاب کے ساتھ ان کا کیا سلوک ہوگا۔ تو لیجئے یہ پہلی حدیث "

عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِامْرِیٍٔ مَا نَوٰی فَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فَھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلَی الدُّنْیَا یُصِیْبُھَا اَوِ امْرَاَۃٍ یَتَزَوَّجُھَا فَھِجْرَتُہٗ اِلٰی مَا ھَاجَرَ اِلَیْہِ" (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا، اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، اور شخص کو اس کی نیت کے مطابق اجر ملے گا، جس شخص کی ہجرت صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کیلئے ہے تو اس کی ہجرت ہی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی کا سبب ہے اور جس کی ہجرت دنیا کے حصول یا کسی خاتون سے شادی کے لیے ہے تو اس کی ہجرت (اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف نہیں ہوئی بلکہ) اسی کی طرف ہے، جس کیلئے اس نے ہجرت کی ہے۔ (متفق علیہ)

کتنا واضح ارشاد ہے، کام بظاہر ایک ہے اور وہ ہے ہجرت جیسی عظیم الشان عبادت، مگر اس کا ثواب سب کو ایک جیسا نہیں۔ جس کی نیت خالص ہے رضائے خدا اور رضائے مصطفےٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے حصول کیلئے، اس کیلئے ثواب اور جس نے ہجرت کسی خاتون سے نکاح کرنے یا کسی اور دوسری دنیوی غرض کیلئے کی، وہ ہجرت کے ثواب سے محروم ہے۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ نے اس کے حاشیے میں لکھا ہے "صاحب مشکوٰۃ ولی الدین محمد علیہ الرحمۃ نے شروع کتاب میں یہ حدیث ہم کو سمجھانے کیلئے لکھی کہ میری کتاب اخلاص سے پڑھنا، محض دنیا کمانے کیلئے نہ پڑھنا، نیز اپنی دلی کیفیت پر ہم کو مطلع فرمایا کہ میں نے یہ کتاب اخلاص سے لکھی ہے، شہرت یا مال مقصود نہ تھا، یہ حدیث میرے پیش نظر تھی"

جس طرح کام بظاہر ایک مگر اجر کا دارومدار اخلاص نیت پر ہوتا ہے، یونہی بعض دفعہ کلام بظاہر ایک مگر فیصلہ کہنے والے کی نیت و مراد پر منحصر ہے۔ دیکھیے اسی مشکوٰۃ شریف میں ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے بہت خوش ہوتا ہے جب تم میں سے کوئی توبہ کرے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جنگل میں کسی کی سواری جس پر کھانے پینے کا سامان لدا ہوا، کھو جائے اور وہ اس کی بازیابی کی امید کھو کر ایک سایہ دار درخت کے نیچے پڑ کر سو رہے اور جب بیدار ہو تو دیکھے کہ میری سواری کھڑی ہے اور فرط مسرت سے اس کی مہار پکڑ کر یہ کہہ دے۔

"اَللّٰھُمَّ اَنْتَ عَبْدِیْ وَ اَنَا رَبُّکَ"

(یعنی خداوندا! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں)

خوشی کی زیادتی میں غلط کلمات ہی کہہ دے (مسلم شریف)

............گویا کہنا چاہتا ہے۔

"اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ وَ اَنَا عَبْدُکَ"

(یا اللہ تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں)

مگر کہہ رہا ہے، یا اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں (معاذ اللہ) بظاہر
اس سے بڑا شرک کیا ہوگا مگر وہ خوشی کے جوش میں آپے سے باہر ہے لہذا
شرکیہ کلمات کے باوجود محض حسنِ نیت کی بنا پر اللہ بھی اس سے راضی ہے اور
اس کا رسول ﷺ بھی۔ ہمارے دور کا کوئی مفتی بے لگام موقع پر موجود ہوتا تو
شاید اسے موت کے گھاٹ اتار دیتا، آپ کو یقین نہ آئے تو تحقیق کر لیں دور
حاضر میں جن جملوں پر کفر و شرک کے فتوے داغے جاتے ہیں، وہ اس کے
مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ کہنے والا بار بار یقین دلاتا ہے کہ میں اللہ
کو واحد و لاشریک مانتا ہوں اور میرے نزدیک اللہ کی ذات میں نہ کوئی شریک
ہے اور نہ اس کی صفات میں۔ مگر فتوی کی تلوار ہے کہ نیام میں آتی ہی نہیں
ہے۔ اس سے زیادہ ضمانت کیا ہو سکتی ہے کہ کہنے والا خود اپنی زبان سے شرک
سے بیزاری کا اعلان کر رہا ہے اور دو ٹوک انداز میں عقیدہ توحید و رسالت سے
اپنی وابستگی کا اظہار کر رہا ہے، اگر اختلاف پیدا کرنا ہی ان کا مقصد نہ ہوتا تو
بات بالکل واضح تھی مگر افسوس!

"خونے بدرا بہانہ بسیار"

کہیں کوئی لفظ سنا اور جھٹ شرک کا فتویٰ دے دیا، خدانخواستہ اگر یہی روش زیر
عمل رہی تو اس سے قرآن پاک بھی کیونکر محفوظ رہے گا۔ مثلاً دیکھیے "رب" کا
لفظ اس کے بارے میں ہمارا ایمان کیا ہے اور تصورات و تخیلات کیا ہیں، پھر
دیکھیے سورہ یوسف اس میں بہت سے مقامات پر "رب" سے مراد رب
العالمین کی ذات پاک ہی مراد ہے، مثلاً

"قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْۤ اِلَیْهِ" (یوسف ۳۳)

ترجمہ: عرض کی اے میرے رب مجھے قید خانہ زیادہ پسند ہے اس کام سے
جس کی طرف یہ مجھے بلاتی ہیں............ (کنز الایمان)

............اگلی آیت میں ہے۔

"فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَیْدَهُنَّ" ط...... (یوسف ۔ ۳۴)

ترجمہ: تو اس کے رب نے اس کی سن لی اور اس سے عورتوں کا مکر پھیر
دیا۔ اس سورۃ میں بہت سے دوسرے مقامات پر بھی "رب" سے مراد رب
العالمین ہی ہے، مگر چند آیات وہ بھی ہیں جن میں رب سے مراد "بادشاہ"
ہے۔ دیکھیے یوسف علیہ السلام نے اپنے دو قیدی ساتھیوں کے خواب کی تعبیر
کرتے ہوئے ان سے فرماتے ہیں۔

"یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ اَمَّاۤ اَحَدُكُمَا فَیَسْقِیْ رَبَّهٗ خَمْرًا" ج (۴۱)

ترجمہ: اے قید خانہ کے دونوں ساتھیوں! تم میں ایک تو اپنے رب
کو شراب پلائے گا............ (کنز الایمان)

اگلی آیت میں دوبار رب کا لفظ آیا ہے اور دونوں بار اس سے مراد "بادشاہ" ہے۔

"وَقَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ فَاَنْسٰهُ
الشَّیْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ"............ (۴۲)

ترجمہ: اور یوسف نے ان دونوں میں سے جسے بچتا سمجھا اس سے کہا اپنے رب
کے پاس میرا ذکر کرنا۔

پھر ایک عرصے کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام بادشاہ کے خواب کی تعبیر بتا
بھیجی، تو اس نے آپ کو بلانے کیلئے ایلچی بھیجا، آپ نے اسے واپس بھیج دیا
۔ یہ واقعہ قرآن پاک نے یوں بیان فرمایا۔

"فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ فَسْـَٔلْهُ مَا بَالُ
النِّسْوَةِ الّٰتِیْ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ" ط............ (یوسف ۵۰)

ترجمہ: تو جب اس کے پاس ایلچی آیا، کہا اپنے رب (بادشاہ) کے پاس پلٹ
جا پھر اس سے پوچھ کیا حال ہے ان عورتوں کا جنھوں نے اپنے ہاتھ کاٹے
تھے۔ (کنز الایمان)

دیکھا آپ نے؟ خود قرآن حکیم میں اس قسم کے اطلاقات موجود
ہیں اور ان کی رو سے اگر ذہن صاف ہو اور فکر میں کوئی اینچ پینچ نہ ہو تو "رب"
جیسا نہایت اہم لفظ بھی غیر خدا کیلئے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔
سوچئے، جن کے ہاں غور و فکر کو ہی ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ قرآن پاک کے
ایسے مقامات سے کیسے گزرتے ہوں گے۔ اور اندھا دھند فتویٰ لگا دینے کی
عادت کی بنا پر قرآن مجید کے بارے میں کیا سوچتے ہوں گے۔ قرآن پاک
کی آیات تو ۶۶۶۶ ہیں اور احادیث ان کے مقابلے میں بیشمار ہیں۔ چنانچہ
احادیث میں ایسے مقامات اور بھی زیادہ ہیں تو بے چاروں کا کیا حال ہوتا ہوگا۔

حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کے لوگوں کو عموماً محبوبان خدا سے اور
خصوصاً حضور محبوب اعظم ﷺ سے بغض ہے جس کی بنا پر عموماً یہ محبوبان خدا

کے اور خصوصاً محبوب اعظم ﷺ کے کمالات کا ذکر کرنا یا سننا برداشت نہیں کرتے۔ جب کبھی حضور پرنور ﷺ کے فضائل کی بات آتی ہے، یوں لگتا ہے کہ ان کے اندر شرک کی گھنٹی بجنے لگتی ہے، یہ چوکس ہو جاتے ہیں اور فوراً اس کے سدباب کیلئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ان کی بدبختی کا یہ عالم ہے کہ قرآن پاک نے جو الفاظ عام انسانوں کیلئے استعمال کئے ہیں، انھیں بھی حضور پرنور ﷺ کی ذات پاک سے منسوب کرتے ہوئے ہچکچاتے ہی نہیں، بپھ پا ہو جاتے ہیں۔ چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

۱...... گزشتہ دنوں امیر مرکزی شیران اسلام جناب شجاعت علی مجاہد نے بتایا کہ فاتح مرزائیت عاشق رسول ﷺ، جناب طاہر عبدالرزاق نے کہیں حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا!

"یارسول اللہ ﷺ! ہمیں بخش دیجئے"

تو ایک وہابی بڑا اچھلا اور کہنے لگا بخشنے والا صرف خدا ہے، کسی اور کو بخشنے کا کیا حق ۔ وغیرہ من الخرافات جناب طاہر نے اسے خوب آڑے ہاتھوں لیا۔ ان کا جواب کیا تھا؟ مجھے معلوم نہیں۔ مجھے تو قرآن پاک سے یہ فیصلہ لینا ہے۔ دیکھیے۔

"وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِکَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ع" (الشوریٰ.... ۴۳)

ترجمہ: بے شک جس نے صبر کیا اور بخش دیا تو یہ ضرور ہمت کے کام ہیں۔

.... (کنزالایمان)

سوچا آپ نے "غَفَرَ" کا لفظ کس کیلئے آرہا ہے، جو بھی "بخشے"، مگر منکر اگر قرآن پاک پر ایمان رکھتا ہے تو گویا سب کیلئے یہ لفظ قبول کر رہا ہے، ایک حضور پرنور ﷺ جن کا کلمہ پڑھتا ہے کے بارے میں ضد کا شکار ہے۔

اس سے پہلے سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۲۶۳ ملاحظہ ہو۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

" قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ط
وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ " (۲۶۳)

ترجمہ: اچھی بات کہنا اور درگزر کرنا اس خیرات سے بہتر ہے جس کے بعد ستانا ہو، اور اللہ بے پرواہ حلم والا ہے۔ حکیم الامت مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی حاشیے میں لکھتے ہیں۔ "یعنی فقیر کو نرمی سے منع کر دینا اور اگر وہ اس منع کرتے پر نازیبا الفاظ کہے تو اسکو درگزر کر دینا اس دینے سے بہتر جس کے بعد فقیر کو ستایا جاوے یا بدنام کیا جاوے"............ (نورالعرفان)

دیکھیے "مغفرۃ" کی صفت اللہ کو پسند ہے، سب میں ہونی چاہیے۔ وہابی کو اس بات پر کوئی اعتراض نہیں، ہاں اللہ کے پیارے حبیب ﷺ میں "مغفرۃ" ہو اور آپ کیلئے یہ لفظ لائیں تو وہابی کی توحید بگڑ جاتی ہے، یعنی حضور پرنور ﷺ صَبَرَ کے ساتھ غَفَرَ پر عمل پیرا ہو جائیں (جیسا کہ وہ ہیں) اور کسی مجرم کی مغفرت فرمائیں تو دشمن کو قطعاً گوارا نہیں۔ ہاں ہاں جو بد نصیب حضور پرنور ﷺ کا شافع ہونا برداشت نہیں کرسکتا، اس کی نظر میں آپ کا غافر (بخشنے والا) ہونا موت سے کیا کم ہوگا۔ یہ حضور ﷺ کے غلاموں کی سعادت ہے کہ اپنے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثناء کی مدح و ثنا زبان سے کر کے اور کان سے سن کر خوش ہوتے ہیں عشاق رسول ﷺ کے تاجدار اور اعلیٰحضرت بریلوی قدس سرہ' کا عقیدہ دیکھیے

دنیا، مزار، حشر جہاں ہیں غفور ہیں
ہر منزل اپنے چاند کی منزل غفر کی ہے

جس رؤف و رحیم اللہ کریم نے اپنے حبیب کریم ﷺ کو رؤف و رحیم بنایا اسی غفور نے انہیں غفور بنایا ہم اپنے اللہ کی ہر عطا پر اور اپنے آقا ﷺ کے ہر وصف پر ایمان رکھتے ہیں۔ دینے والا خدا بھی یکتا ہے اور لینے والا حبیب ﷺ بھی یکتا ہے اور اس یکتا نے اس یکتا پر جو کرم فرمایا وہ بھی یکتا ہے۔

وہ اللہ، یہ اُس کا بندہ، وہ بھی یکتا، یہ بھی یکتا
وہ اس کا، یہ سب کا مولا، وہ بھی یکتا، یہ بھی یکتا
اس کی ربوبیت کا جلوہ، تارا تارا، ذرہ ذرہ
اس کی رحمت بھی ہے ہر جا، وہ بھی یکتا، یہ بھی یکتا

اعلیٰحضرت بریلوی بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں یوں عرض کرتے ہیں

یہی بولے سدرہ والے، چمن جہاں کے تھالے، سبھی میں نے چھان ڈالے
ترے پایہ کا نہ پایا، تجھے یک نے یک بنایا

غرض آنکھ کھلی ہو، ایمان سے دل منور ہو، اللہ کی محبت سے سینہ سرشار ہو تو ہدایت کیلئے قرآن پاک سے بڑھ کر کس سہارے کی ضرورت ہوگی، مگر دل اگر بغض رسول ﷺ نے تاریک کر دیا ہو اور آنکھ پر حسد و عناد کی پٹی بندھی ہو تو اسی کتاب مبین سے انسان گمراہ تو ضرور ہو سکتا ہے، ہدایت کا کوئی امکان نہیں۔ ہمارے معاشرے میں جو مذہبی اختلاف نظر آتا ہے، مذہبی سے زیادہ جذباتی ہے، جو شخص جذبہ محبت سے قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے، اسے ایک

ایک حرف میں بلکہ ایک ایک حرکت میں عظمت مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کے فانوس جگمگاتے نظر آتے ہیں بقول حضرت میاں محمد صاحب علیہ الرحمہ

زیراں، زبراں، شداں، مداں شان تیری وچ آئیاں
عاماں لوکاں خبر نہ کائی ، خاصاں رمزاں پائیاں

اس کے برعکس جو بغض وتعصب میں سر کے بالوں تک ڈوبا ہوا ہے، اسے تیس پاروں میں بھی کچھ نظر نہیں آتا۔ وہابیت اسی بغض وتعصب سے تعبیر ہوئی سوچ کا نام ہے۔ حضور پرنور ﷺ کی ذات میں کمال کا اقرار و اثبات وہابیت کے دستور فکر وعمل کے خلاف ہے اس سے پوچھے حضور پرنور ﷺ کی تعریف کتنی ہونی چاہئے۔ ان کے گرو گھنٹال یعنی برصغیر کے پہلے وہابی نے اس کا جواب دیا۔

بشر کی سی تعریف کرو بلکہ اس میں بھی اختصار کرو...... (تقویت الایمان)

جب مرکزی دفتر سے یہ آرڈیننس نافذ ہو چکا کہ عام انسانوں سے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی تعریف بڑھنے نہ پائے، ہاں گھٹا سکو تو گھٹا لو۔ پھر اور کسی کی کیا پرواہ؟ یہی وجہ ہے کہ وہابی قرآن پاک بڑی احتیاط سے دیکھتے ہیں اور بڑی محنت سے اس کا مقابلہ کرتے ہیں۔ احتیاط اس لئے کہ کسی عظمت کا سکہ کہیں دل پر بیٹھ نہ جائے اور محنت اس لئے کہ قرآن پاک کے محبت آفریں اثرات کا توڑ کیا جائے۔ اسی آرڈیننس کو لیجیے، کیا کوئی باایمان شخص اسے قرآن پاک کے مطابق کہہ سکتا ہے۔ جس کا اعلان یہ ہے۔

"تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ"...... (البقرہ۔۲۵۳)

ترجمہ: یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا (کنزالایمان)

پھر آگے فرمایا!........ "مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ"

ترجمہ: ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے درجوں بلند کیا........ (کنزالایمان)

سوچئے رسول عام انسان نہیں، عظمتوں اور فضیلتوں کے مرجع کا نام رسول ہے۔ ان کا گروہ اتنا عظیم ہے کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام بھی ان میں داخل ہیں، اور پھر ان میں ایسی جلیل القدر ذات ستودہ صفات بھی ہے، جسے ایک دو درجے نہیں بلکہ دوسرے رسولوں پر ان گنت درجوں سے فضیلت بخشی گئی۔ رسول تو ہوتے ہی فضیلت والے ہیں لیکن منکر ان کی ہر فضیلت کا انکار کر کے انھیں عام بشر کی سطح سے نیچے لانا چاہتا ہے۔ اور یہی ہے اس کی توحید۔

پہنچے ترے حضور ﷺ

ریاض الرحمٰن ساغر

ناچیز کا سلام بھی پہنچے ترے حضور ﷺ
بے نام سا، یہ نام بھی پہنچے ترے حضور ﷺ

پڑھ کر یہ سرگزشت سفر تیرے شہر کی
خواہش ہے یہ غلام بھی پہنچے ترے حضور ﷺ

اشکوں سے میں وضو کروں تیرے دیار میں
دھڑکن کا یہ پیام بھی پہنچے ترے حضور ﷺ

زم زم کے ایک جام کی برسوں سے پیاس ہے
اب تو یہ تشنہ کام بھی پہنچے ترے حضور ﷺ

آقا مجھے بھی اذنِ سفر ملنا چاہیے
یہ شوق ناتمام بھی پہنچے ترے حضور ﷺ

روکی ہوئی ہیں ہچکیاں روضے کے واسطے
یہ میرا اہتمام بھی پہنچے ترے حضور ﷺ

کر لے قبول نذر درود و سلام کی
تسبیح صبح وشام بھی پہنچے ترے حضور ﷺ

وہ خوش نصیب ہیں کہ ہوئے باریاب جو
مثلِ خواص، عام بھی پہنچے ترے حضور ﷺ

"شوکت" سے بھی کہوں گا کہ وہ بھی دعا کرے
میرا وجودِ خام بھی پہنچے ترے حضور ﷺ

ڈیرہ ہو میرا مسجد نبوی ﷺ کے آس پاس
یہ حسرت قیام بھی پہنچے ترے حضور ﷺ

(بشکریہ روزنامہ نوائے وقت)

درس قرآن

حاکمیت مصطفیٰ ﷺ

غلام مصطفیٰ مجددی ایم اے

اللہ رب العزت نے فرمایا!

☆......اے محبوب! تیرے رب کی قسم، یہ لوگ ہرگز ایماندار نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ اپنے باہمی تنازعے میں تجھے حاکم بنائیں پھر تیرے فیصلے سے اپنے اندر کوئی تنگی محسوس نہ کریں، اور اسے ایسے تسلیم کرلیں جس طرح تسلیم کرنے کا حق ہے۔ (سورۃ النساء آیت ۶۵)

......اشارات......

☆......اس آیت مبارکہ کا آغاز کتنا دلآویز ہے، تیرے رب کی قسم، گویا اللہ تعالیٰ اپنی ربوبیت کا تعارف اپنے محبوب کے حوالے سے کروا رہا ہے، اور یہ بتا رہا ہے کہ اسے رب تعالیٰ وہی مانتا ہے جو اس کے محبوب کو حاکم تسلیم کرتا ہے۔

☆......حاکم مطلق اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اس نے اپنی حاکمیت کا سب سے بڑا مظہر اپنے محبوب کو قرار دیا ہے۔

☆......ایمان، حاکمیت مصطفےٰ کو تسلیم کرنے کے ساتھ مشروط ہے۔ لانفی کو دو مرتبہ ذکر کیا گیا ہے، ایک بار قسم سے پہلے اور دوسری مرتبہ قسم کے بعد، یہ لانفی ایک مرتبہ ذکر ہوتا تو عبارت مکمل تھی، لیکن تاکید در تاکید مفقود ہو جاتی۔ حاکمیت مصطفےٰ کو منوانے کیلئے یہ سارا اہتمام کیا گیا۔

☆......آیت مبارکہ کا حکم عام ہے۔ اور قیام قیامت تک جاری وساری ہے، حضور سراپا نور ﷺ ساری کائنات کیلئے رسول بن کر آئے گویا ساری کائنات کیلئے حاکم ومختار بن کر آئے۔

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

☆......حضرت امام ابوجعفر بن جریر طبری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، "یہ حکم آپ کی حیات ظاہری تک محدود نہیں، گویا، حیات برزخی میں بھی حضور شافع یوم نشور ﷺ باذن اللہ حاکم ومختار ہیں۔

☆......آج بھی سرکار کا حکم رواں دواں ہے۔ آج بھی حضور کی حکومت طاری ہے، دینوی حکمران ختم ہو جائیں تو ان کی حکومت بھی ختم ہو جاتی ہے، ان کے وزیر ختم......ان کے مشیر ختم......ان کے گورنر ختم......ان کے قوانین ختم، لیکن ابوبکر آج بھی صدیق اکبر ہیں......عمر آج بھی فاروق اعظم ہیں......عثمان آج بھی ذوالنورین ہیں......علی آج بھی حیدر کرار ہیں......حسن وحسین آج بھی سید الشہداء ہیں......علی ہجویری آج بھی داتا ہیں،......عبد القادر جیلانی آج بھی غوث اعظم ہیں......شیخ احمد سرہندی آج بھی مجدد اعظم ہیں......یہ عہدے کیوں نہیں ختم ہوئے......جس کی حکومت کے یہ عہدے ہیں وہ حکومت ختم نہیں ہوئی......قرآن پاک آج بھی کتاب نور ہے......انسانیت کا دستور ہے......کیوں؟......جس حکومت کا یہ دستور ہے وہ حکومت آج بھی بدستور ہے۔

☆......حاکمیت مصطفےٰ کہاں تک ہے، فرمایا میرے دو وزیر آسمان پر ہیں اور دو وزیر زمین پر ہیں، آسمانی وزیروں کا نام جبرئیل ومیکائیل اور زمینی وزیروں کا نام ابوبکر وعمر ہے،......وزارت وہاں تک ہوتی یہاں تک حکومت ہوتی ہے، معلوم ہوا کہ حضور پرنور ﷺ کی حکومت آسمانوں پر بھی جاری ہے اور زمینوں پر جاری ہے۔

اللہ اللہ شاہ کونین جلالت تیری
فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری

☆......فرمان مصطفےٰ ہے، کافر، جنوں اور انسانوں کے سوا ہر چیز مجھے اللہ تعالیٰ کا رسول جانتی ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ رسول کیوں آتا ہے قرآن پاک میں ہے "ہم نے نہیں بھیجا کوئی رسول مگر اس لئے کہ اس کی اطاعت کی جائے" (سورۃ النساء) گویا رسول اعظم ﷺ کی حاکمیت واطاعت کو تسلیم کرنا ہر چیز کیلئے ضروری ہے، اس لئے آپ کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہوا......سورج مقام عصر پر آیا......درخت دوڑے......پہاڑوں نے کلمہ پڑھا......بادل برسے......

اللہ اللہ مرجع عالم یہی سرکار ہے

☆......حاکمیت مصطفےٰ کے دو پہلو ہیں......تکوینی حاکمیت......تشریعی حاکمیت

☆...... عالم تکوین میں تصرف کرنا، تکوینی حاکمیت ہے، اس کی ہزاروں مثالیں ہیں، امت مصطفےٰ کے اولیاء کرام کا تکوینی تصرف بھی درحقیقت حضور پرنور ﷺ کی تکوینی حاکمیت کا ظہور ہے۔

☆......احکام شریعت میں تصرف کرنا تشریعی حاکمیت ہے، تمام امت کا اتفاق ہے کہ حضور شریعت کے کسی حکم مطلق کو کسی بھی شخص کیلئے خاص کر سکتے ہیں، حضور کو حلت وحرمت کا اختیار حاصل ہے............قرآن پاک نے فرمایا، جو کچھ تمہیں رسول عطا کرے وہ لے لو اور جس روکے، اس سے رک جاؤ'' یہ آیت حضور پرنور ﷺ کی تشریعی حاکمیت کا اعلان ہے۔

☆......جو آدمی سرکار ابد قرار کو حاکم ومختار نہیں مانتا وہ ''کھلا گمراہ'' ہے، یہ قرآن پاک کا فیصلہ ہے۔'' وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا '' (سورۃ الاحزاب)

☆......حاکمیت مصطفےٰ دراصل حاکمیت کبریا کی برہان ہے، گویا۔

وہ مصور کیسا ہوگا جس کی یہ تصویر ہے

☆......یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا، میں تاکید مزید ہے۔ گویا حاکمیت مصطفےٰ کیلئے ''زبانی تسلیم'' کافی نہیں، ''قلبی تسلیم'' بھی درکار ہے۔ حضور کو دل وجان کی اتھاہ گہرائیوں سے حاکم ومختار ماننا اور حضور پرنور ﷺ کے ہر فیصلے کے سامنے سر نیاز خم کرنا ہی ایمان ہے، جب آپ کا حکم مبارک آجائے تو اپنی مرضی ختم کر دینی چاہیے......یہی شان مسلمانی ہے!

☆......آج، زمانہ اسلام سے دور ہوتا جارہا ہے، اکثر دیکھا گیا ہے بعض مسلمانوں کے سامنے کوئی حدیث پاک پیش کی جائے تو برملا کہہ دیتے ہیں کہ اسلام پر چلنا بڑا مشکل کام ہے، اپنی دنیا بھی رکھنی چاہیے، یہ ہماری بدنصیبی ہے۔

قلب میں سوز نہیں، روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغام محمد کا تمہیں پاس نہیں

☆......حضور پرنور ﷺ کی حاکمیت کے مقابلے میں امریکہ ویورپ کی حاکمیت کو ترجیح دینا، ان کے ایک ایک اشارے پر اپنے قومی وملکی وقار کو قربان کرنا اور اسے اپنی دنیا کی ترقی وعروج کا راز سمجھنا، ہمارے حکمرانوں کا شیوہ حیات بن چکا ہے، کاش ان لوگوں کی سوچ، حاکمیت مصطفےٰ کے تابع ہو جائے کیونکہ جو لوگ ان کے تابع ہو جاتے ہیں ساری دنیا ان کے تابع ہو جاتی ہے۔

جو بھی ان کے غلام ہوتے ہیں
دو جہاں کے امام ہوتے ہیں

یورش آلام

غلام مصطفےٰ مجددی

اے خدا کیا حال غمگیں ہے تیرے اسلام کا
دور دورہ ہے جہاں میں یورشِ آلام کا
گلشنِ توحید پر چھائی خزاں کی تیرگی
موسم غم ہے حسیں پھولوں کے قتل عام کا
وحدت ملی کے جذبوں سے تہی آل حرم
تک رہی ہے منہ ''زبان ورنگ کے اصنام'' کا
اہل ایماں خواب غفلت میں عجب مدہوش ہیں
سر پہ سایہ ہے جفا کی تیغِ خون آشام کا
کیوں مسلماں بٹ گئے عرب وعجم کے دام میں
کیا یہی معنی ہے تیرے دین کا، پیغام کا
حرمت کعبہ بھی خطرے میں نظر آتی ہے آج
یہ بھی اک اعجاز ہے مومن کی فکر خام کا
عالمِ لاہوت کا شہباز کہتے تھے جسے
اب مسافر ہے شکستہ پا رہِ گمنام کا
یہ صنم والے، خدا والوں کی جھٹلانے لگے
یہ ستم بھی دیکھنا تھا گردش ایام کا
اب کہاں عباسیوں سلجوقیوں کے ولولے
اب کدھر ہے دبدبہ عثمانیوں کے نام کا
عہد پارینہ میں ڈوبی شوکت قلب وسلیم
زنگ آلودہ ہے منہ محمود کی صمصام کا
ابرِ رحمت ہے ترا کاشانہء اغیار پر
توبہ توبہ تشنہ لب مسلم ہے تیرے جام کا
حسرت پنجاب کے آنسو ہیں آنکھوں میں جمے
اک یہی مایہ ہے تیرے بندۂ بے دام کا
جنتِ کشمیر کے سب رنگ پھیکے ہوگئے
قبلہ اول بھی پیاسا ہے ترے انعام کا
آگ ہے، اولاد ابراہیم ہے نمرود ہے
کیا کسی کو پھر کسی کا امتحاں مقصود ہے؟

درس حدیث

قاسمیت مصطفیٰ ﷺ

……غلام مصطفیٰ مجددی ایم اے……

محبوب قاسم رحمت نے فرمایا!

☆……اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ خیر کا ارادہ کر لیتا ہے اس کو دین کی فقہ عطا فرما دیتا ہے۔ اور بے شک میں تو تقسیم کرنے والا ہوں، اور اللہ عطا کرتا ہے۔ (مسلم شریف کتاب الزکاۃ)

☆……اللہ کی قسم مجھے زمین کے خزنوں کی چابیاں دی گئیں، (بخاری شریف)

……اشارات……

☆……فقہ یعنی دین کی سمجھ بوجھ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، یہ خیر کا سرچشمہ ہے، اسکا مشاہدہ ہم عام زندگی میں کر سکتے ہیں، جن لوگوں میں فقہ نہیں، انہوں نے دین کے عقائد و اعمال کو بازیچۂ اطفال بنا رکھا ہے۔

☆……اللہ کریم نے آپ کو الکوثر یعنی خیر کثیر عطا فرمائی اور فرمایا کہ کسی سوالی کو مایوس نہیں کرنا، جو بھی آئے، جب بھی آئے سے مالا مال کر دیں۔

☆……دینی فقہ کی خیرات بھی حضور ہی تقسیم فرماتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فقہ و تدبر کے وہی لوگ منکر ہیں جو قاسمیت مصطفےٰ کے منکر ہیں۔

☆……قاسم کے ساتھ خازن کا لفظ بھی احادیث مبارکہ میں آتا ہے، جسکا معنی ہے کہ حضور اللہ تعالیٰ کے خزانوں کے مالک ہیں اور ان کو تقسیم فرماتے ہیں۔

☆……حضور کی قاسمیت میں عموم ہے، کیونکہ یہاں مفعول کا ذکر نہ ہونا، عموم کا فائدہ دیتا ہے۔ حدیث میں یعطی، معطی اور قاسم، اقسم، خازن کا مفعول مذکور نہیں، لہذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور محمد مصطفےٰ ﷺ تقسیم فرماتے ہیں۔

☆……اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ کے لفظ انما میں حصر ہے، یعنی میں "ہی" تقسیم کرتا ہوں، پھر یہ جملہ اسمیہ خبریہ ہے، جو دوام و ثبوت پر دلالت کرتا ہے، لہذا اب بھی حضور پرنور ﷺ ہی قاسم ہیں، آپ ہی خالق اور مخلوق کے درمیان برزخ کبریٰ ہیں……وسیلہ عظمیٰ ہیں۔

☆……یعطی مضارع ہے یعنی اللہ عطا فرماتا ہے اور فرماتا رہے گا، حضور تقسیم فرماتے ہیں اور فرماتے رہیں گے،

☆……یہ حدیث صحیح حضور ﷺ کی حیات برزخی کی بھی زبردست دلیل ہے، اور علم بے پناہی کی بھی برہان ہے، کیونکہ قاسم ہونے کیلئے زندہ ہونا اور محتاج کی ضرورت سے آگاہ ہونا ضروری ہے۔

☆……حضرت امام علی القاری رحمہ الباری فرماتے ہیں۔

"آپ ﷺ علم اور مال غنیمت اور اس جیسی اشیاء تقسیم فرماتے ہیں اور کہا گیا ہے نیکوکاروں کو بشارت اور گنہگاروں کو وعید تقسیم کرتے ہیں، اور یہ بھی ممکن ہے کہ درجات اور درکات کی تقسیم آپ کی طرف مفوض ہو، ان تمام امور میں کوئی چیز مانع نہیں جیسا کہ اس بات پر مفعول کا محذوف ہونا دلالت کرتا ہے تا کہ ہر شخص اپنے ذوق کے مطابق کہہ سکے کہ اللہ تعالیٰ یہ چیز دیتا ہے اور حضور ﷺ اس کو تقسیم فرماتے ہیں، (مرقات جلد ۹ ص ۱۰۵)

☆……حضرت امام وحد فاسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

"حضور ﷺ اس جہان میں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں، اور حضرت باری کا واسطہ ہیں، اور اس کی بخششوں اور عطاؤں کی تقسیم کے متولی ہیں۔ تو جس کو بھی اس وجود میں کوئی رحمت ملی ہے، یا دنیا و آخرت ظاہر و باطن علوم و معارف اور اعاعت سے جو رزق حاصل ہوا ہے، وہ حضور ﷺ کے دست کرم اور واسطہ رحمت سے حاصل ہوا ہے، حضور ہی ہیں جو مستحقین میں جنت تقسیم فرماتے ہیں، تمام علما کرام نے اس شان قاسمیت کو آپ کے خصائص میں شمار کیا کہ آپ کو خزانوں کی چابیاں عطا کی گئیں ہیں اور یہ ہیں اجناس عالم کے خزانے تو حضور ہر ایک کو اس کی طلب کے مطابق عطا فرماتے ہیں، جو نعمت بھی دنیا میں ظاہر ہوئی وہ حضور کی عطا ہے، (مطالع المسرات ص ۲۲۶)

☆……حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

گویا میں ہی تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں، جو کچھ بھی حق کی جانب سے آتا ہے، جس کی مجھے وحی کی جاتی ہے، یا جو بھی علم و عمل مجھے پہنچایا جاتا ہے، میں ہی ہر ایک پہنچاتا ہوں جو اس کا نصیب ہوتا ہے اور جس کا وہ مستحق ہوتا ہے۔ اور میں ہی ہر کسی کو اس کے فضل و شرف کا درجہ دیتا ہوں، اس صفت قاسمیت میں

میرے سوا کوئی موجود نہیں اور اس میں کوئی بھی میرا شریک نہیں" (اشعۃ اللمعات جلد ۴ ص ۴۴)

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
رزق اُس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

☆......فالمقسمات امراً (سے مراد) فرشتے ہیں جو اللہ کے حکم سے رزق وغیرہ تقسیم کرتے ہیں، یہ تفسیر مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی صاحب نے فرمائی۔ گویا ان کو تسلیم ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کا رزق مخلوق میں تقسیم کرتے ہیں، ہم کہتے ہیں کہ اگر فرشتے رزق خدا تقسیم کریں تو کوئی پریشانی نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا محبوب اور سب سے بڑا نائب اس کی نعمتوں کا قاسم ہو جائے تو نجانے یہ لوگ کیوں نہیں مانتے۔ افسوس، ان کی "توحید" کا تحفظ صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ حضور ﷺ کی عظمت کا انکار کر دیا جائے۔ فرشتے تو ہمارے آقا ﷺ کے خدام بارگاہ ہیں۔ ان کو بھی یہ شان ملی ہے تو حضور کی تقسیم سے ملی ہے۔

☆......بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یہ حدیث "خبر واحد" ہے، لہٰذا اس سے عقیدہ ثابت نہیں ہو سکتا، اللہ اکبر! یہ ہے وہ بیماری جس کا کوئی علاج نہیں۔ بھئی اگر یہ "خبر واحد" ہے تو بخاری و مسلم سے پوچھا جائے۔ اب کہاں گیا بخاری و مسلم کی حدیث کا مطالبہ، معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو حضور ﷺ کی عظمت و شان سے ہی دشمنی ہے اگرچہ وہ بخاری و مسلم کی حدیثوں میں پائی جائے۔ ان بے چاروں کو اتنا علم بھی نہیں کہ جو عقیدہ حضور ﷺ کے فضائل و کمالات سے متعلق ہو اس میں "بخاری و مسلم" کی "خبر واحد" تو دور کنار روایت ضعیف بھی قابل قبول ہوتی ہے۔ پھر یہ حدیث متعدد طریقوں سے حضرت معاویہ، اور حضرت جابر، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے جسے بخاری و مسلم کے علاوہ امت کے جلیل القدر اماموں نے درج کیا ہے، اسے خبر واحد قرار دینا ہی جہالت کا ماتم کرنے کے مترادف ہے۔

☆......یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تقسیم کرنے والا تو اللہ تعالیٰ ہے، ہم کہتے ہیں، ہاں حقیقی و ذاتی طور پر تقسیم کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے، ہم حضور ﷺ کو اس کی عطا سے قاسم مانتے ہیں، پھر جب حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں قاسم ہوں، تو کسی صحابی کے ذہن میں یہ خیال نہیں آیا کہ اب اللہ تعالیٰ کی توحید کا کیا بنے گا، اللہ تو تقسیم کرنے والا نہ رہا، معاذ اللہ اب یہ منصب تو حضور ﷺ نے سنبھال لیا ہے۔ وہ سب یہی جانتے اور مانتے تھے کہ اصل قوتوں کا مالک وہی پروردگار عالم ہے، ہمارے محبوب اس کی قوتوں کے ماذون اور مامور ہیں۔

☆......تمام خزانوں کی چابیاں حضور کے ہاتھوں میں ہیں۔ حضرت شیخ دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں کیونکہ حضور محبوب الٰہی، سرور کائنات اور مظہر فیوض نامتناہی، رب العالمین کے خلیفہ اور مالک یوم الدین کے نائب ہیں۔ (مدارج النبوت جلد ۱ ص ۲۶۸)

☆......اور فرماتے ہیں کہ روایات میں آیا ہے کہ حضور ﷺ کو عرش کے دائیں طرف، یا عرش پر یا کرسی پر استادہ کیا جائے گا، اور ان کو جنت کی کنجی عطا کی جائے گی۔ (الضاص ۲۷۰)

اُن کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے
کن کا رنگ دکھاتے یہ ہیں

☆......حضور ﷺ کو سرخ و سفید خزانوں کی چابیاں بھی عطا کی گئیں اور جنت کی چابیاں بھی دی گئیں، لہٰذا

وہ جہنم میں گیا جو اُن سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

......غزل......

غلام مصطفےٰ مجددی ایم اے

زندگی قاتل ارماں ہے خدا خیر کرے
ہر طرف ظلم کا طوفاں ہے خدا خیر کرے

ہر کلی چاک گریباں ہے خدا خیر کرے
برق کی زد میں گلستاں ہے خدا خیر کرے

منزل شوق نگاہوں سے بہت دور ہوئی
راستہ خار بداماں ہے خدا خیر کرے

رہنما جوش جنوں، ذوق نظر سے عاری
قافلہ نذر بیاباں ہے خدا خیر کرے

عشق بھی مائل وحشت ہوا توبہ توبہ
حسن کا چہرہ بھی عریاں ہے خدا خیر کرے

کیوں نہ ہر جاں کو ہو سرمایہ جاں کی حسرت
دشمن جان نگہباں ہے خدا خیر کرے

آنکھ خوابیدہ، جگر مردہ، خرد بیدم ہے
گیسوئے فکر پریشاں ہے خدا خیر کرے

اشک خونیں لرزتے ہیں نگاہ دیں میں
قہقہہ تازہ جوشیاں ہے خدا خیر کرے

حق ہے پامال ستم جلوہ گہ ہستی میں
کفر کیا برسر میداں ہے خدا خیر کرے

جس پہ نازاں تھے وہی دینے لگے زخم دروں
آہ کیا حالت انساں ہے خدا خیر کرے

کتنے غنچوں نے لہو دے کے جسے سینچا تھا
تنگ آج ان پہ شبستاں ہے خدا خیر کرے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الدین النصیحة

دین سراسر خیر خواہی ہے

ناصحانہ

اپیل

فقیہ عصر الحاج مولانا مفتی محمد امین صاحب

نحمدہ نصلی ونسلم علی رسولہ ونبہ وحبیبہ سید المرسلین رحمة للعالمین وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین ٥ امابعد!

اللہ رب العزت جل جلالہ وعم نوالہ، نے اپنے حبیب کریم ﷺ کو اونچے سے اونچا اور نہایت رفیع مقام عطا کیا ہے۔ جس پر قرآن پاک کی آیات مبارک گواہ ہیں، مثلاً اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ نے قرآن مجید میں فرمایا!

”یا ایہا الذین امنو لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون ٥ (قرآن مجید سورہ حجرات)

یعنی اے ایمان والو! میرے نبی کی آواز سے اپنی کو بلند نہ کرو اور ان کو یوں نہ پکارو جیسے تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ ایسا نہ ہو کہ اتنی سے بے ادبی کی وجہ سے تمہارے سارے اعمال برباد ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

انتباہ: اس کا یہ مطلب نہیں کہ صرف آواز بلند نہ کرو اور جو مرضی بے ادبیاں کرتے رہو بلکہ آیت مبارکہ نشاندہی کر رہی ہے کہ دربار نبوت میں معمولی سی بے ادبی بھی اعمال کی بربادی کا سبب بن سکتی ہے لہٰذا ان حضرات کی خدمت میں خیر خواہی کے طور پر اپیل ہے جو کہ ہر معاملہ میں اگر مگر کا چکر چلاتے ہیں۔ جی اگر نبی کو علم ہوتا تو یوں کیوں ہوا۔ فلاں چیز کا علم ہوتا تو یوں کیوں نہ کیا اگر نبی کو اختیار ہوتا تو یوں کیوں ہوا، یوں کیوں نہ ہوا۔

اکثر طور پر دیکھا گیا ہے کہ کچھ حضرات بے دھڑک کہہ دیتے ہیں اگر نبی کو علم ہوتا تو حضرت عائشہ صدیقہ سے مہینہ بھر ناراض کیوں رہے اگر نبی کو علم ہوتا تو ستر قاری کیوں شہید ہوئے اگر نبی کو علم ہوتو حوض کوثر پر آنے والوں کو سحقا سحقا پہلے ہی کیوں نہ کہیں۔

میرے عزیز پہلے چند احادیث مبارکہ پیش کی جاتی ہیں محبت کی نظر سے پڑھیں اور اپنی روش پر غور کریں۔

حدیث ...... ۱: عن طارق بن شہاب قا سمعت عمر یقول قام فینا النبی ﷺ مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اھل الجنة منازلھم واھل النار منا : لہم حفظ ذالک من حفظہ ونسیہ من نسیہ“ (صحیح بخاری ص ۴۵۳ /جلد ۱)

یعنی طارق بن شہاب فرماتے ہیں میں نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک جگہ کھڑے ہو کر بیان کرنا شروع کیا تو مخلوق کی ابتداء سے لیکر جنتیوں کے جنت جانے تک اور دوزخیوں کے دوزخ جانے تک سب کچھ بیان کر دیا ہم میں سے جس کو کچھ یاد رہ گیا رہ گیا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔

حدیث ...... ۲: عن حذیفة رضی اللہ عنہ انہ قال اخبرنی رسول اللہ ﷺ بما کان و بما ھو کائن الی ان تقوم الساعة۔ (صحیح مسلم ص ۳۹۰ جلد ۲)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب کچھ بتا دیا۔

حدیث ...... ۳: انا علباء بن احمر حدثنی ابو زید قال صلی بنا رسول اللہ ﷺ الفجر و صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت الظھر فنزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر حتی غربت الشمس فاخبرنا بما کان و بما ھو کائن فاعلمنا احفظنا۔ (صحیح مسلم ص ۳۹۰ جلد ۲)

یعنی حضرت ابوزید صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز فجر پڑھائی پھر منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور بیان فرماتے رہے حتی کہ ظہر کا وقت آ گیا تو نبی اکرم ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے نماز ظہر پڑھائی اور پھر منبر پر جلوہ گر ہو کر عصر تک بیان فرمایا پھر منبر سے نیچے تشریف لائے اور ہمیں نماز عصر پڑھائی اور پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور مغرب تک بیان فرمایا اور اس دن بھر کے بیان میں رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ بھی ہو چکا ہے اور جو کچھ ہونے والا سب کچھ بیان فرما دیا اور ہم صحابہ کرام میں سے اس کو زیادہ یاد رہا جس کا حافظہ قوی تھا

اس کی شرح کرتے ہوئے حضرت ملا علی قاری نے فرمایا!

"مجملاً و مفصلاً"

یعنی حبیب خدا ﷺ نے ہر چیز کو اجمالاً بھی بیان کیا اور تفصیلاً بھی۔

اپیل: مسلمان بھائیوں سے الدین النصیحۃ کہ دین سراسر خیر خواہی ہے اسی دینی خیر خواہی کے طور پر اپیل ہے کہ مندرجہ بالا تینوں احادیث مبارکہ کو سامنے رکھ کر سوچیں کہ اگر مگر کی کچھ گنجائش ہے کیا محبت کا بھی تقاضا ہے کہ احادیث مبارکہ تو فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ نے شروع دنیا سے لے کر قیامت کے دن تک جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہونے والا ہے سب کچھ بیان کر دیا اور یہ احادیث مبارکہ بھی ان کتابوں میں محفوظ ہیں جن کا درجہ آپ حضرات قرآن پاک کے بعد سب سے اونچا قرار دیتے ہیں یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم تو کیا عشق رسول اور محبت مصطفیٰ ﷺ کا بھی تقاضا ہے کہ اگر مگر کا چکر چلا کر عظمت مصطفیٰ ﷺ میں توہین اور تنقیص کی جائے، ان کی شان رفیع کو گھٹایا جائے۔ قبر و آخرت کو سامنے رکھ کر سوچیں پھر سوچیں کہ اللہ تعالیٰ تو اپنے حبیب ﷺ کو شانیں اور عظمتیں عطا کرے اور آپ حضرات اگر مگر کے چکر چلا کر ان کو گھٹانے کی کوشش کریں۔

نیز آپ اس گھمنڈ میں نہ رہیں کہ ہمارے اگر مگر کا جواب کسی کے پاس نہیں ہے۔

الحمد للہ رب العالمین! آپ کے جتنے اگر مگر ہیں ان کے جواب اسی رنگ میں حبیب خدا سید الانبیاء ﷺ کے غلاموں کے پاس موجود ہیں آزما کر دیکھ لیں۔

مگر میرا یہ کسی پر طنز کرنا یا کسی کو نیچا دکھانا یا کسی کی پگڑی اچھالنا یا فرقہ بندی کو ہوا دینا نہیں بلکہ صرف اور صرف خیر خواہی کے طور پر اپیل کرتا ہے کہ آپ حضرات سوچیں پھر سوچیں اور اپنی قبر و آخرت کو خراب نہ کریں۔

نیز اکثر اوقات یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر نبی کو اختیار تھا یہ کیوں ہوا مگر اگر وہ مختار نبی ہیں تو یوں کیوں ہوا بلکہ صاف صاف لکھا اور بیان کیا جاتا ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

اور کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں

"لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم"

اس کے متعلق چند احادیث مبارکہ تحریر کی جاتی ہیں۔ ذرا محبت کی نظر سے پڑھ لیں اور پھر اپنے ایمان سے پوچھ لیں کہ رسول کے چاہنے سے کچھ ہوتا ہے یا نہیں۔

حدیث……۱: سیدنا سلمہ بن اکوع صحابی رضی اللہ عنہ راوی ہیں۔

ان رجلا اکل عند رسول اللہ ﷺ بشماله فقال کل بیمینک قال لا استطیع قال لا استطعت ما منعه الا الکبر قال فما رفعها الی فیه. (صحیح مسلم ص ۱۷۲، جلد ۲) (دارمی ص ۲۲۵ جلد ۲، مشکوۃ ۵۳۶، مسند امام احمد ص ۶۷ جلد ۴)

یعنی ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا اسے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا دائیں ہاتھ سے کھا تو اس نے براہ تکبر کہہ دیا میں دائیں سے کھا نہیں سکتا یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکے گا۔ ازاں بعد اس کا دایاں ہاتھ کبھی منہ تک جا ہی نہ سکا۔

حدیث……۲: سیدنا عبداللہ بن عتیک صحابی رضی اللہ عنہ جب ابو رافع یہودی کا کام تمام کر کے اترے تو آپ کی ٹانگ ٹوٹ گئی آپ نے ساتھیوں سے فرمایا اس میری ٹوٹی ہوئی ٹانگ کو میری پگڑی کے ساتھ باندھ دو اور پھر دربار رسالت میں حاضر ہو کر واقع عرض کیا تو حبیب خدا ﷺ نے فرمایا اسے کھولو اور پھر رحمت والے نبی ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عتیک کی ٹوٹی ہوئی پنڈلی پر رحمت والا ہاتھ مبارک پھیرا تو ان کی پنڈلی یوں درست ہو گئی جیسے اسے کچھ ہوا ہی نہیں۔

"فمسحها فكانما لم اشتكها قط" (صحیح بخاری ص ۵۷۷ جلد ۲، مشکوۃ ۵۳۱)

اے میرے مسلمان بھائی ذرا محبت کی نظر سے دونوں احادیث مبارکہ کو دیکھ اور پھر ایمان سے بتا کہ یہ کہنا درست ہے کہ رسول کے چاہنے

سے کچھ نہیں ہوتا۔

حدیث......۳: سیدنا عبداللہ بن جحش صحابی رضی اللہ عنہ یوم احد دربار رسالت میں حاضر ہو کر میں نے عرض کی یارسول اللہ میری تلوار چلی گئی ہے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے کھجور کی ٹہنی مجھے عطا کر دی تو وہ کھجور کی ٹہنی تلوار بن گئی۔ (خصائص کبریٰ ص ۲۱۷ جلد ۱) (زرقانی المواہب۔ البدایہ والنھایہ ص ۲۹۱ جلد ۳)

حدیث......۴: سیدنا صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک جنگ میں میرا اونٹ کمزوری کی وجہ سے سب سے پیچھے رہ گیا میں بھی بے بس ہو گیا تو اچانک پیچھے سے نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا اے جابر کیا ہوا میں نے ماجرا عرض کیا تو حضور ﷺ نے اسے ایسا تیز کیا کہ وہ اونٹ نہایت تیز رفتار ہو گیا میں اسے بمشکل روکتا کہ کہیں میرے آقا ﷺ سے آگے نہ نکل جائے۔ رحمت والے نبی ﷺ نے دیکھ کر فرمایا! "کیف تری بعیرک"

یعنی اے جابر تو نے اپنے اونٹ کو کیسا پایا؟ میں نے عرض کی بہت تیز ہو گیا ہے آپ کی برکت اس کو لگ گئی۔ (صحیح بخاری ص ۳۳۶ جلد ۱۔ حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۳۲)

حدیث......۵: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دربار رسالت میں عرض کیا یارسول اللہ میں آپ سے احادیث مبارکہ سنتا ہوں لیکن بھول جاتا ہوں یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ اپنی چادر پھیلا دے میں نے چادر پھیلائی تو نبی اکرم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اس چادر میں کچھ ڈال دیا اور فرمایا اے ابو ہریرہ اسے اٹھاؤ اور سینے سے لگا لو میں نے ایسے ہی کیا جب میں نے وہ چادر سینے سے لگائی اس کے بعد مجھے کوئی چیز نہ بھولی۔ (صحیح بخاری ص ۲۲ جلد ۱۔ حجۃ اللہ علی العالمین ص ۵۳۶)

نوٹ: اس قسم کی ایک دو نہیں بلکہ سینکڑوں احادیث مبارکہ ہیں کتاب "البرھان" پڑھ کر دیکھ لیں۔

تنبیہ: کچھ حضرت اگر مگر کے چکر چلا کر یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کو کچھ اختیار نہیں تھا۔

واقعہ: سیدی محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد نے بیان فرمایا کہ انگریز کا دور تھا سیالکوٹ میں ایسے ہی لوگوں نے جلسہ کرنا چاہا تو چونکہ وہاں اکثریت اہلسنت وجماعت کی تھی بدیں وجہ ان لوگوں نے جلسہ کیلئے سرکاری اجازت حاصل کی اور ڈپٹی کمشنر نے ایس۔ پی صاحب کو جن کا نام غلام عباس لالی تھا آڈر کیا کہ جلسے میں کسی قسم کی گڑبڑ نہ ہونے پائے۔ ایس۔ پی صاحب پولیس کی بھاری نفری لے کر خود جلسہ گاہ پہنچ گئے۔ مولوی صاحب جو کہ جلسہ گاہ میں بیان کیلئے کھڑے ہوئے تو اول تا آخر یہی بیان کیا کہ نبی ولی نہیں کچھ نہیں وہ نہ نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان۔ ایس۔ پی صاحب بیان سن کر دل میں کڑھتے رہے جلسہ کے بعد پولیس کو کہہ گئے کہ مولوی صاحب کو میرے دفتر میں لے کر آؤ۔ مولوی صاحب ایس۔ پی صاحب کے ہاں پہنچے تو ایس۔ پی صاحب نے پوچھا مولوی صاحب میں کون ہوں کیا مجھے کچھ اختیار ہے یا نہیں تو مولوی صاحب بولے آپ پورے ضلع کے مختار ہیں اس پر ایس۔ پی صاحب نے کہا مولوی صاحب کچھ شرم کرو میں تیرے جیسا انسان ہوں فرق صرف اتنا ہے کہ میں صرف ایک انتظامیہ فرد ہوں تو مجھے پورے ضلع کا مختار مان رہا ہے تو وہ اللہ کا حبیب جن کی خاطر سب کچھ بنا تو نے ساری تقریر اسی پر لگا دی کہ نبی کسی چیز کا مختار نہیں۔ کیا یہی تمہارا ایمان اور اسلام ہے افسوس تمہاری اس مسلمانی پر۔ اے عزیز آپ سے خیر خواہی کے طور پر اپیل ہے کہ مندرجہ بالا احادیث مبارکہ کو محبت کی نظر سے دیکھیں اور پھر اپنے ایمان سے پوچھ لیں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو کوئی اختیار دیا ہے یا نہیں دیا اور یہ کہ مندرجہ بالا احادیث مبارکہ کے سامنے اگر مگر کی کچھ حیثیت رہ جاتی ہے۔ اے میرے عزیز موت سے پہلے پہلے سوچ لے ان کو تو ان کے رب کریم جل جلالہ نے ایسے مقام سے سرفراز فرمایا ہے کہ ان کی شان رفیع میں ذرا سی بھی بے ادبی (۱) ہو جائے تو زندگی بھر کی نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا کہیں ایسا نہ ہو کہ قبر میں جا کر پچھتانا پڑے وہاں تو کف افسوس ملنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اب وقت ہے توبہ کا یا اللہ ہم سب کو مقام مصطفےٰ ﷺ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ "حسبنا اللہ ونعم الوکیل"

اعتراض: وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نبی کی شان میں تنقیص و توہین کیلئے ایسا نہیں کرتے بلکہ توحید کی حفاظت کیلئے کرتے ہیں۔

جواب: جس توحید کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کی شان رفیع میں توہین و تنقیص لازم آئے ایسی توحید اللہ تعالیٰ کے دربار ہرگز ہرگز قبول نہیں بلکہ ایسی توحید شیطانی توحید ہے کیونکہ جب آدم علیہ السلام کی تعظیم کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سجدہ کا حکم ہوا تو سب فرشتوں نے سجدہ کیا مگر شیطان نے انکار کر کے گویا یہ تاثر دیا کہ تجھے مانوں یا سب کو مانوں بس تجھے مان لیا

۱۔ ادب اور بے ادبی سے متعلق کتاب "ادب کی اہمیت" کا مطالعہ کریں۔

اب مجھ سے نہیں ہو سکتا کہ کسی اور کو بھی مانوں۔ بس وہ اس توحید کی وجہ سے راندہ درگاہ ہو گیا اور قیامت تک اس کے گلے میں لعنت کا طوق پڑ گیا۔ بلکہ شیطان نے اسکا اقرار بھی کیا ہے کہ میں ایسی توحید کی وجہ سے ملعون ہوا ہوں ۔جیسے کہ بعض کتابوں میں ہے۔

خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ایک دن مجھے آرزو ہوئی کہ شیطان سے ملاقات کروں اور پوچھوں کہ تو نے سجدہ سے انکار کیوں کیا فرمایا ایک دن میں مسجد سے نکلا تو دیکھا ایک شخص میرے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا جس کی صورت سے دہشت لگتی تھی میں نے پوچھا تو کون ہے تو اس نے کہا میں آپ کی آرزو ہوں یعنی ابلیس (شیطان) میں نے اس سے پوچھا تو یہ بتا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے کس چیز نے روکا، جواب سن کر مجھے حیرانی سی ہوئی لیکن پھر امداد الٰہی وارد ہوئی تو میں نے شیطان سے کہا اے مردود تو غلط کہتا ہے اگر تو اللہ کا بندہ ہوتا تو کبھی بھی فرمان الٰہی سے سر نہ پھیرتا یہ سنتے ہی اس نے ایک چیخ ماری اور میں جلا میں جلا کہتا ہوا میں اڑ گیا۔ (ذکر خیر ص ۲۲)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا "و تعزروه و توقروه" اے لوگو میرے حبیب کی تعظیم و توقیر کرو۔ تو کیا یہی اسلام رہ گیا ہے کہ ہر معاملہ میں اگر مگر کہہ کر شان گھٹائی جائے تو ایسی توحید قہر الٰہی سے بچا سکے گی۔

نوٹ: توحید کے متعلق تفصیل جاننے کیلئے کتاب توحید اور فرقہ بندی کا مطالعہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو فرشتوں اور نبیوں ولیوں والی توحید پر قائم رہنے کی توفیق عطا کرے اور شیطانی توحید جس سے نبیوں ولیوں کی شان میں تنقیص لازم آئے ایسی توحید سے بچائے رکھے............ آمین!

بجاہ حبیبہ الکریم رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین

نوٹس: کچھ حضرات جن کے دلوں میں محبت مصطفیٰ ﷺ کی رمق باقی ہے وہ تو غور کرتے ہیں سوچتے ہیں حق و باطل میں فرق کرتے ہیں لیکن جن حضرات کے دلوں میں محبت مصطفےٰ ﷺ کی جگہ دنیا کی محبت نے لے لی ہے وہ فوراً کہہ دیتے ہیں جی یہ مولوی کے جھگڑے ہیں ہمیں ان باتوں سے کیا غرض گویا ایسے لوگوں کی نظر بس دنیا ہی سب کچھ ہے ایمان رہے نہ رہے۔

............ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم............

ایک محتاط چور

احمد بن المعدل البصری نے بیان کیا کہ میں عبدالملک بن عبدالعزیز الماجشون کے پاس بیٹھا تھا کہ ان کے پاس ان کا ایک مصاحب آیا اور کہنے لگا بہت عجیب بات ہے عبدالملک نے کہا کیا بات ہے اس نے کہا کہ میں اپنے باغ میں جانے کیلئے جنگل کی طرف چلا جب صحرا میں پہنچ گیا اور شہر کی آبادی سے دور نکل آیا تو ایک شخص نے سامنے آ کر مجھے روک لیا اور کہا اپنے کپڑے اتارو۔ میں نے کہا کیا وجہ کیوں کپڑے اتاروں؟ اس نے کہا اس لئے کہ میں تم سے زیادہ ان کا مستحق ہوں میں نے کہا یہ کیسے؟ بولا اس لئے کہ میں تمہارا بھائی ہوں اور میں ننگا ہوں اور تم کپڑے پہنے ہوئے ہو میں نے کہا مروت بولا ہرگز نہیں تم ان کو بہت عرصہ تک پہن چکے ہو۔ اب ان کو پہننے کا میرا نمبر ہے جیسا تم نے پہنا میں نے کہا پھر تو مجھے برہنا کر دے گا اور میرا ستر کھلوائے گا۔ کہنے لگا اس میں کوئی حرج نہیں۔ ہم کو روایت پہنچی ہے امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہوں نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں کہ کوئی شخص ننگا ہو کر غسل کرلے۔ میں نے کہا مجھ سے لوگ ملیں گے اور میرا ستر دیکھیں گے بولا اگر لوگ تجھے اس راستہ میں دیکھیں گے تو میں اس میں تیرے سامنے نہیں آؤں گا میں نے کہا میرے خیال میں تو مسخرا پن کر رہا ہے مجھے چھوڑ کہ میں اپنے باغ میں جا کر اتار کر تجھے دے دوں گا کہنے لگا ایسا نہیں ہو سکتا تو نے سوچا ہے کہ میں وہاں اپنے چار غلاموں کو مجھے لپٹا دے کہ مجھے کھینچ کر سلطان کے پاس لے جائیں تو وہ مجھے جیل میں ڈال دے اور میری چمڑی ادھیڑ دے اور میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دے۔ میں نے کہا ایسا ہرگز نہیں ہوگا میں تجھ سے حلفیہ عہد کرتا ہوں کہ جو کچھ میں نے تجھ سے وعدہ کیا اسے پورا کروں گا۔ اور تجھے نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ بولا ایسا نہیں ہو سکتا ہم کو امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت پہنچی ہے کہ اس عہد کا پورا کرنا لازم نہیں ہے۔ جس کا حلف چوروں سے کیا جائے میں نے کہا تو میں اس بات پر بھی حلف کرتا ہوں کہ اپنے اس عہد میں اس حیلہ سے کام نہیں لوں گا۔ بولا یہ یمین بھی ایمان اللصوص (یعنی چوروں سے حلف کرنا) سے مرکب ہے میں نے کہا یہ مناظرہ باہمی چھوڑو، واللہ اپنی رضا و رغبت سے یہ کپڑے تجھے دے دوں گا۔ تو تھوڑی دیر گردن جھکائی پھر سر اٹھا کر کہنے لگا تو سمجھا ہے کہ میں کیا سوچ رہا تھا میں نے کہا نہیں! کہنے لگا میں نے نگاہ دوڑائی ان تمام لٹیروں کے معمول پر جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ سے آج تک ہوئے ہیں تو مجھے کوئی بھی لٹیرا ایسا نہیں ملا جس نے ادھار کیا ہو اور مجھے یہ بات بہت ہی مکروہ اور ناگوار ہے کہ اسلام میں ایک بدعت جاری کردوں کہ اس کا بوجھ میری گردن پر رہے اور جو میرے بعد اس پر عمل کرے قیامت تک اس کا بوجھ میری گردن پر رہے بس کپڑے اتار، میں نے کپڑے اتار کر اسے دے دیے۔ اور وہ لے کر چل دیا۔

کتاب الاذکیا وعلامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ

حسد

ایک معاشرتی بیماری، جس کے تدارک سے ہمارا معاشرہ سکون کی زندگی گزار سکتا ہے۔

حافظ محمد زبیر

حسد کے لغوی معانی: حسد کے لغوی معنی ہیں جلنا، کسی کا زوال چاہنا، عداوت، بغض، کینہ کسی کی نعمت کے زوال اور خود اپنے لئے اس کے حصول کی تمنا کرنا۔

اصطلاحی مفہوم: کسی مستحق نعمت سے اس نعمت کو زائل ہونے کی تمنا کرنے کا نام حسد ہے اگر ایک شخص پر اللہ تعالیٰ اپنا کوئی احسان کرے مثلاً اس کو علم وفضل، مال و دولت، عزت وشہرت، یا کوئی اور دینی و دنیوی نعمت عطا فرمائے اور ان چیزوں کو دیکھ کر کسی دوسرے شخص کے دل میں ان کے حصول کی خواہش پیدا ہو تو اسے رشک کہتے ہیں اور یہ کوئی بری بات نہیں اور اگر اس کی خواہش ہو کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ یہ نعمتیں اس سے چھین لی جائیں تو اس کا نام حسد ہے۔

حسد کی اقسام: حسد کی چار درج ذیل اقسام ہیں:

۱...... ایک یہ کہ آدمی دوسرے سے نعمت کا زوال چاہے اگر چہ وہ نعمت اس کی طرف منتقل نہیں ہوتی، یہ انتہائی درجے کی خباثت ہے۔

۲...... آدمی سے نعمت کا زوال چاہے کیونکہ یہ خود اس میں رغبت رکھتا ہے جیسے کسی خوبصورت مکان یا خوبصورت عورت یا حکومت یا مالی وسعت جو دوسرے آدمی کو حاصل ہے اور چاہتا ہے کہ خود اسے بھی حاصل ہو اس کا مقصود صرف نعمت کا حصول ہے دوسرے آدمی سے زوال مقصود نہیں۔ اس بات کو مکروہ جانتا ہے کہ وہ اس نعمت سے محروم رہے دوسرے کا انعام یافتہ ہونا پسند نہیں کرتا۔

۳...... اپنے لئے اس کی مثل کی خواہش کرے اور اگر اس کو حاصل نہ کر سکے تو دوسرے سے اس کا زوال نہ چاہے۔

مراتب:

۱...... پہلے درجے کا حسد مذموم ہے۔

۲...... دوسرے درجے کو مجازاً حسد کہا جاتا لیکن وہ قابل مذمت ہے۔

۳...... تیسرے درجے کا حسد مذموم بھی ہے اور غیر مذموم بھی۔

۴...... چوتھے درجے کا حسد اگر دنیا سے متعلق ہو تو قابل معافی ہے اور اگر دین سے متعلق ہو تو مستحب ہے۔

حسد کے اسباب:

حسد کے سات اسباب ہیں جو درج ذیل ہیں۔

۱...... **بغض وعداوت:** ہر ایک کی طبعی خواہش یہ ہوتی ہے کہ اس کے دشمن پر مصیبت آئے اور جب یہ مصیبت آتی ہے تو وہ خوش ہوتا ہے اس کے بجائے جب اللہ تعالیٰ اس پر احسان کرتا ہے تو وہ اس کو پسند نہیں کرتا اور اسی کا نام حسد ہے۔

۲...... **ذاتی فخر کا غلط خیال:** جب ایک شخص کسی بلند منصب پر پہنچ جاتا ہے تو یہ اس کے دوسرے ہم چشموں کو گراں گزرتا ہے اور وہ اس کی ترقی کو پسند نہیں کرتے اور چاہتے ہیں کہ یہ منصب اس سے چھن جائے تاکہ وہ ان کے برابر ہو جائے۔

۳...... حسد کا تیسرا سبب یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کو اپنا مطیع بنانا چاہتا ہے مگر جب دوسرا آدمی کسی شرف وامتیاز کی وجہ سے اس کے حلقہ اطاعت سے نکل جاتا ہے تو وہ چاہتا ہے کہ اس کا شرف جاتا رہے تاکہ وہ اس کا مطیع ہو کفار قریش اسی بنا پر تو مسلمانوں کی جماعت کو دیکھ کر کہتے تھے۔

أَهٰؤُلَاءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَيْنِنَا (انعام ۵۳۔پ۷)

"کیا یہ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا ہم میں سے"

حسد کا یہ سبب اکابر واشرف سے تعلق رکھتا ہے اس کے لئے کبر وغرور اور دوسروں کی تحقیر وتذلیل لازمی ہے۔

۴...... لوگ اپنے خیال میں جس کو معمولی آدمی سمجھتے ہیں اس کو کوئی غیر معمولی شرف حاصل ہو جاتا ہے تو انکو تعجب ہوتا ہے اور اسی تعجب کی بنا پر وہ اس کے شرف کا انکار کرتے ہیں، چنانچہ کافروں نے اسی وجہ سے پیغمبروں کی رسالت کا انکار کیا۔

۵...... جب دو شخصوں کا مقصد ایک ہوتا ہے تو باہم دونوں ایک دوسرے کو رشک وحسد کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ان میں سے ایک کو اس مقصد میں کامیابی

حاصل ہو جاتی ہے تو دوسرا قدرتی طور پر اس کا بدخواہ ہو جاتا ہے۔

۶...... جاہ پرستی اور ریاست طلبی بھی حسد کی ایک وجہ ہے اس لئے جو لوگ اقتدار چاہتے ہیں جب انہیں معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اور شخص اس میں ان کا شریک ہو گیا ہے تو انہیں یہ چیز گراں گزرتی ہے اور وہ خواہش کرتے ہیں کہ جس شرف و امتیاز سے دوسرا شخص جاہ و منزلت میں ان کا شریک ہو گیا ہے وہ اس سے چھن جائے۔

۷...... خبث نفس اور بدطینتی حسد کا ایک سبب ہے بعض اشخاص کی فطرت ہوتی ہے کہ جب کسی کو بہتر حالت میں دیکھتے ہیں تو ان کو ناگوار ہوتا ہے اور جب کسی پر مصیبت آتی ہے تو انہیں مسرت ہوتی ہے۔ ۵

حسد کی ابتداء: حسد کی ابتداء آسمان پر ہوئی اور سب سے پہلا گناہ جو آسمان میں ہوا وہ ابلیس لعین کا حسد تھا جو اس نے حضرت آدم علیہ السلام سے کیا اور راندۂ درگاہ ہوا، جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم و حوا علیہما السلام کو جنت میں ٹھہرایا اور شیطان کو بوجہ حضرت آدم کو سجدہ نہ کرنے کے مردود قرار دیا تو شیطان کے دل میں حسد پیدا ہو گیا اور اس نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے نکلوانے کا منصوبہ بنایا۔

شیطان سانپ کے منہ میں بیٹھ کر جنت کی دیوار پر پہنچا کیونکہ بعد انکار سجدہ کے اللہ تعالیٰ نے اس کو بہشت سے نکال دیا تھا اور بہشت کے دربانوں کو حکم تھا کہ اس کو بہشت کے اندر نہ آنے دیں، پھر شیطان حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام کے روبرو ہو گیا اور انہیں کہا کہ تمہارا انجام موت ہے تو اس نے مردے جیسی صورت بنائی اور جس طرح جانکنی کے وقت دی حالت غرغراہ کی ہاتھ پاؤں مارنے کی اور روح نکلنے کی ہوتی ہے ان کو دکھلا انہوں نے پوچھا کہ اس حالت سے محفوظ رہنے کی تدبیر کیا ہے تو شیطان نے کہا!

"یَا آدَمُ هَلْ اَدُلُّکَ عَلٰی شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْکٍ لَّا یَبْلٰی"

"اے آدم کیا میں تمہیں بتادوں ہمیشہ جینے کا پیڑ اور وہ بادشاہی کہ پرانی نہ پڑے"

پھر شیطان نے ان کو وہ درخت دکھا دیا جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا تھا تو انہوں نے کہا کہ یہ درخت تو فنا کا ہے۔ ہمیشگی کا نہیں اگر اس درخت میں ہی فائدہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ ہم کو اس درخت کے پاس جانے سے کیوں منع فرماتا کیوں کہ ارحم الراحمین ہے۔ شیطان کہنے لگا!

"فَمَا نَهٰکُمَا رَبُّکُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّا اَنْ تَکُوْنَا مَلَکَیْنِ اَوْ تَکُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِیْنَ" (پ ۸ الاعراف ۲۰)

"تمہارے رب نے اس پیڑ سے اسی لئے منع فرمایا ہے کہ کہیں تم دو فرشتے ہو جاؤ یا ہمیشہ جینے والے"

شیطان کی فریب آمیز باتیں سن کر ان کے دل میں تردد پیدا ہوا تو اس وقت شیطان نے بہت سی قسمیں کھائیں کہ میں صرف تمہاری خیر خواہی کا ارادہ رکھتا ہوں حضرت آدم علیہ السلام کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ مخلوق کو جرات نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی جھوٹی قسم کھائے۔ ۶

اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

"فَاَزَلَّهُمَا الشَّیْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا کَانَا فِیْهِ" (پ ۱ البقرہ ۳۶)

"تو شیطان نے اس سے (یعنی جنت سے) انہیں لغزش دی اور جہاں رہتے تھے وہاں سے انہیں الگ کر دیا"

یعنی شیطان نے انہیں حسد کے سبب جنت سے نکلوا دیا۔

فازلهما کی تحقیق: اس مقام پر بے ساختہ یہ خیال پریشان کرنے لگتا ہے کہ کیا انبیاء سے بھی گناہ سرزد ہوتا ہے؟ علامہ قرطبیؒ نے بڑی عمدگی سے اس مشکل کو حل کیا ہے فرماتے ہیں۔

"اِنَّهُمْ مَعْصُوْمُوْنَ الصَّغَائِرِ کُلِّهَا کَعِصْمَتِهِمْ مِنَ الْکَبَائِرِ اَجْمَعِهَا"

مالکی حنفی اور شافعی مسلک کے جمہور فقہاء کا یہی مذہب ہے کہ انبیاء جس طرح کبیرہ گناہوں سے پاک ہوتے ہیں اسی طرح صغیرہ گناہوں سے بھی پاک ہوتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمیں ان کی مطلق اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اگر ان سے گناہوں کا ارتکاب ہو سکے تو اس کے گناہوں کی اطاعت بھی لازم آئے گی جس سے ہدایت کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا اس پر یہ شبہ وارد ہوتا ہے کہ قرآن حکیم میں جابجا انبیاء کی طرف ایسی چیزیں منسوب ہیں جو گناہ ہیں اور پھر ان امور پر انبیاء کی شدید مذمت پر استغفار بھی منقول ہے ایسے میں مطلق عصمت کا قول کیونکر ممکن ہے اس شبہ کے ازالہ کو ہمیشہ ذہن نشین رکھنا چاہئے وہ یہ کہ کوئی فعل گناہ اس وقت ہوتا ہے جب کسی حکم کی نافرمانی کا عزم اور قصد پایا جائے اور اگر عزم و قصد مفقود ہے بلکہ بے ارادہ بھول چوک سے کوئی ایسا فعل سرزد ہو جائے جو بظاہر کسی حکم کے خلاف ہے تو

اسے گناہ نہیں کہتے اور ایسے امور کا صدور عصمت انبیاء کے منافی نہیں اب آپ اسی ایک واقعہ پر غور کریں تو قرآن حکیم کی تعبیر میں اس مسئلہ کی نزاکت کو ملحوظ رکھا گیا ہے، یہاں فرمایا گیا فازلھما۔ اب آپ زلہ کی لغوی تحقیق پر غور کیجئے:

"الزلة فی الاصلہ استرسال الرجل من غیر قصد"

"بلا ارادہ پاؤں کا پھسل جانا"

دوسرے مقام پر قرآن حکیم نے اس حقیقت کا بالکل واضح الفاظ میں فرمادیا فنسی ولم نجد له عزما (پ۱۶ طٰہٰ ۱۱۵)

"تو وہ بھول گیا اور ہم نے اس کا قصد نہ پایا"

زمین پر حسد: شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں آسمان کی طرح زمین پر جو سب سے پہلا گناہ ہوا وہ قابیل کا حضرت ہابیل کے ساتھ حسد تھا جس نے قتل وغارت کو جنم دیا۔

واقع کے مطابق حضرت حوا کے حمل میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتے تھے اور ایک لڑکے کا دوسرے حمل کی لڑکی کے ساتھ نکاح کیا جاتا تھا کیونکہ آدمی صرف حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں منحصر تھے تو مناکحت کی اور کوئی سبیل نہ تھی اسی دستور کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام نے قابیل کا نکاح لیوداسے جو ہابیل کے ساتھ پیدا ہوئی تھی اور ہابیل کا اقلیما سے جو قابیل کے ساتھ کرنا چاہا اس پر قابیل راضی نہ ہوا چونکہ اقلیما زیادہ خوبصورت تھی اس لئے اس کا طلبگار ہوا حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ تیرے ساتھ پیدا ہوئی ہے۔ لہذا تیری بہن ہے اس کے ساتھ نکاح حلال نہیں کہنے لگا یہ تو آپ کی رائے ہے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نہیں دیا آپ نے فرمایا تم دونوں قربانیاں لاؤ جس کی قربانی قبول ہو جائے گی وہی اقلیما کا حق دار ہے، اس زمانہ میں جو قربانی مقبول ہوتی تھی آسمان سے ایک آگ اس کو کھا لیا کرتی تھی۔ قابیل نے ایک انبار گندم اور ہابیل کی قربانی کو لے لیا اور قابیل کے گیہوں چھوڑ گئی اس پر قابیل کے دل میں حسد و بغض پیدا ہوا اور اس نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو قرآن پاک میں فرمایا!

"وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ" (المائدہ ۲۷)

اور انہیں پڑھ کر سناؤ آدم کے دو بیٹوں کی سچی خبر جب دونوں نے ایک ایک نیاز پیش کی تو ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی نہ قبول ہوئی بولا قسم ہے تجھے قتل کردوں گا کہا اللہ اسی سے قبول کرتا ہے جسے ڈر ہے"

یعنی بغض وحسد کی بیماری میں مبتلا ہو کر ایک بھائی نے اپنے دوسرے بھائی کو قتل کردیا۔۸

برادران یوسف علیہ السلام کا حسد: اسی نامراد حسد نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو برسوں رلایا اسی حسد نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے والد اور عزیزوں سے دور زندان میں ڈالا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ کا ان کی صغرسنی میں انتقال ہو گیا اس لئے وہ مزید محبت وشفقت کے مورد ہوئے اور ان میں رشد ونجابت کی وہ نشانیاں پائی جاتی تھیں جو دوسرے بھائیوں میں نہیں تھیں اسی لئے حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ زیادہ محبت تھی، یہ سب باتیں خیال میں نہ لاکر اپنے والد ماجد کا حضرت یوسف علیہ السلام سے زیادہ محبت کرنا شاق گزرا اور ان میں حسد پیدا ہو گیا اور انہوں نے باہم مل کر یہ مشورہ کیا کہ کوئی ایسی تدبیر سوچنی چاہئے کہ جس سے ہمارے والد صاحب کو ہماری طرف زیادہ التفات ہو۔ بعض مفسرین نے کہا کہ شیطان بھی اس مجلس مشورہ میں شریک ہوا اور اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کے قتل کی رائے دی گفتگوئے مشورہ اس طرح ہوئی اللہ تعالیٰ نے اسکا ذکر قرآن پاک میں فرمایا۔ "اذ قالو لیوسف واخوہ احب الیٰ ابینا منا و نحن عصبة ان ابانا لفی ضلل مبین اقتلوا یوسف او طرحوہ ارضا یخل لکم وجه ابیکم و تکونو من بعدہ قوم صلحین قال قائل منهم لا تقتلوا یوسف والقوہ فی غیبت الجب یلتقطه بعض السیارة ان کنتم فعلین (پ۱۲ یوسف ۸-۱۰)

"جب بولے کہ ضرور یوسف اور اس کا بھائی (بنیامین) ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں اور ہم ایک جماعت ہیں بے شک ہمارے باپ صراحتہ ان کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ یوسف کو مار ڈالو یا کہیں زمین میں پھینک آؤ کہ تمہارے باپ کا منہ صرف تمہاری ہی طرف رہے اور اس کے بعد پھر نیک ہو جانا ان میں ایک کہنے والا بولا یوسف کو مارو نہیں اور اسے اندھے

کنویں میں ڈال دو کہ کوئی چلتا اسے آ کر لے جائے اگر تمہیں کرنا ہے۔“ ۹

یعنی آپ کے بھائیوں نے حسد کی بیماری میں مبتلا ہو کر کنویں میں پھینک دیا۔

قرآن مجید میں حسد کی مذمت کا بیان:

قرآن مجید میں بے شمار مقامات پر حسد کی مذمت کا بیان ملتا ہے ان میں چند ایک درج ذیل ہیں۔

ا...... حاسد کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم خداوندی:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حاسد کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا!

ومن شر حاسد اذا حسد (پ۳۰ الفلق ۵)

تم فرماؤ میں اس کی پناہ لیتا ہوں جو صبح کا پیدا کرنے والا ہے) اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ مجھ سے جلے“

ا...... حسد اللہ تعالیٰ کے غضب کا باعث ہے:

یہودیوں کی خواہش تھی کہ ختم نبوت کا منصب بنی اسرائیل کو عطا ہوتا یعنی نبی آخر الزماں ان میں سے ہوتے لیکن ان کی خواہش واقعہ کے خلاف یہ منصب نبی اسمٰعیل کو ملا اور وہ محروم رہے تو مارے حسد کے انہوں نے حضور ﷺ کی نبوت کو تسلیم نہ کیا اور جھٹلانے لگے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

بئسما اشترو ابہ انفسھم ان یکفروا بما انزل اللہ بغیاً ان ینزل اللہ من فضلہ علیٰ من یشاءُ من عبادہ فباءُ و بغضب علیٰ غضب وللکفرین عذاب مھین (پ۱۔البقرہ ۹۰)

کس برے مولوں انہوں نے اپنی جانوں کو خریدا کہ اللہ کے اتارے سے منکر ہوں اس کی جلن سے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اپنے جس بندے پر چاہے وحی اتارے تو غضب پر غضب کے سزاوار ہوئے اور کافروں کیلئے ذلت کا عذاب ہے“

ہجرت کے بعد جب مہاجرین اور انصار نے اخوت کے رشتے میں منسلک ہو کر اسلام کے قلعے کی دیواروں کو مضبوط کرنا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے انعام و کرام سے نوازا اس پر یہودیوں نے جلنا شروع کر دیا اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کر دیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کی حسد کی بیماری کو بے نقاب کر دیا اور ارشاد باری تعالیٰ ہے!

ام یحسدون الناس علیٰ ما اتھم اللہ من فضلہ“ (پ۵ النساء ۵۴)

”یا لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا“

حاسدوں کے دل میں جلن رہتی ہے:

یہودی اس قدر حسد کرنے لگے تھے کہ وہ ہر وقت مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی سوچتے رہتے تھے کچھ لوگوں نے ظاہراً اسلام قبول کر کے اپنی منافقت سے مسلمانوں میں منافرت پھیلانے کی کوشش کی لیکن جن کی اللہ تعالیٰ پشت پناہی فرماتا ہے انہیں ان کے ایمان میں مضبوط اور ثابت قدم فرماتا ہے وہ ان کو ڈگمگانے نہیں دیتا بلکہ دشمنوں اور حاسدوں کو بے نقاب فرماتا ہے۔

چنانچہ اس عالم غیب کا فرمان ہے۔

ود کثیر من اھل الکتب لو یردونکم من بعد ایمانکم کفاراً حسداً من عند انفسھم من بعد ما تبین لھم الحق (پ۱۔البقرہ)

”بہت کتابیوں نے چاہا کاش تمہیں ایمان کے بعد کفر کی طرف پھیر دیں اپنے دلوں کی جلن سے بعد اس کے کہ حق ان پر خوب ظاہر ہو چکا ہے“

فرمان الٰہی سے ظاہر ہے کہ حاسدوں کے دل میں آگ بھڑکتی رہتی ہے اور وہ اس آگ میں جل کر فنا ہو جاتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی نعمتوں سے محروم کر دیتا ہے اور وہ سخت کوشش کے باوجود دوسروں کی نعمتوں تک رسائی نہیں حاصل کر سکتے۔

کفار مکہ کا حسد:

کفار مکہ رسول اللہ ﷺ سے حسد کرتے تھے کہ ایک یتیم بچہ کس طرح ہم سے آگے بڑھ جائے اور کس طرح ہم اس کے سامنے سر جھکائیں چنانچہ انہوں نے کہا!

”لو لا نزل ھذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم“ (پ۲۵ الزخرف ۳۱)

”کیوں نہ اتارا گیا یہ قرآن ان دو شہروں کے کسی بڑے آدمی پر“

مطلب یہ کہ اگر کوئی عظیم شخصیت ہوتی تو اس کے سامنے جھکنا اور اس کی پیروی کرنا ہمارے لئے مشکل نہ ہوتا۔

احادیث میں حسد کی مذمت کا بیان:

رسول کریم ﷺ نے جا بجا حسد کی مذمت فرمائی ہے ان میں

سے آپ کے چند ایک ارشادات درج ذیل ہیں۔

۱.....عن انس ان رسول اللہ ﷺ قال الحسد یا کل الحسنات کما تا کل النار الحطب (ابن ماجہ، ابواب)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو''

۲.....عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال لا تباغضوا و لا تحاسدوا ولا تدابروا وکونوا عباد اللہ اخوانا'' (بخاری، کتاب الادب، ترمذی ابواب البر والصلۃ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی سے بغض نہ رکھو نہ کسی سے حسد کرو اور نہ کسی کی غیبت کرو اور اللہ کے بندو بھائی بھائی بن جاؤ۔

۳.....عن الزبیر قال قال رسول اللہ ﷺ دب الیکم داء الامم قبلکم الحسد والبغضاء ہی الحالقۃ لا اقول تحلق الراس لکن تحلق الدین (احمد جلد ا ص ۱۶۷، ترمذی، الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۳۴۷)

''حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگلی امتوں کی بیماری تمہاری طرف بھی آگئی وہ بیماری حسد و بغض ہے جو مونڈنے والی ہے میرا یہ مطلب نہیں کہ وہ بال مونڈتی ہے بلکہ وہ دین کو مونڈتی ہے۔

۴.....ان المومن یغبط والمنافق یحسد (احیاء العلوم بحوالہ اسرار المرفوعہ)

''بے شک مومن رشک کرتا ہے اور منافق حسد کرتا ہے۔''

۵.....عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال لا یجتمع فی جوف عبد مومن غبار فی سبیل اللہ وفیح جہنم ولا یجتمع فی جوف عبد الایمان والحسد (الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۳۴۷ کتاب الادب، بیہقی)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن بندے کے پیٹ میں جمع نہیں ہوتا اللہ کے راستے کا غبار اور جہنم کی بھڑک اور بندے کے پیٹ میں جمع نہیں ہوتا ایمان اور حسد۔

۶.....عن عبد اللہ بن بسر عن النبی قال لیس منی ذو حسد ولا کھانۃ ولا انا منہ (الترغیب والترہیب کتاب الادب۔ طبرانی)

''حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ سے نہیں حسد کرنے والا اور نہ چغلی کھانے والا اور نہ فال نکالنے والا اور نہ میں اس سے ہوں۔

۷.....عن عبد اللہ بن کعب عن ابیہ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال ذئبان جائعان ارسلا فی زریبۃ غنم با فسد لہا من الحرص علی المال والحسد فی دین المسلم (الترغیب والترہیب کتاب الادب)

حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو بھوکے بھیڑیے بکریوں کے ریوڑ میں جا کر اتنی خرابی نہیں کرتے جتنی مال پر حرص اور حسد مسلمان کے دین میں نقصان کرتے ہیں۔

۸.....عن ضمرۃ بن ثعلبۃ قال قال رسول اللہ ﷺ لا یزال الناس بخیر ما لم یتحاسدو (الترغیب والترہیب کتاب الادب۔ طبرانی)

حضرت ضمرۃ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگ ہمیشہ بھلائی میں رہیں گے جب تک وہ حسد نہ کریں۔

حسد سے بچنے کی فضیلت: حضرت انس سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک دن ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا ابھی اس گھاٹی سے ایک جنتی شخص تمہارے سامنے نمودار ہوگا۔ فرماتے ہیں پھر ایک انصاری نمودار ہوا اس کی داڑھی سے وضو کا پانی ٹپک رہا تھا اور اس کی جوتیاں بائیں ہاتھ میں تھیں اور اس نے سلام کیا دوسرے دن نبی اکرم ﷺ نے وہی بات فرمائی تو وہی شخص آیا تیسرے دن پھر وہی بات فرمائی تو وہ شخص حاضر ہوا جب نبی کریم ﷺ تشریف لے گئے تو حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اس شخص کے پیچھے پیچھے چلے اور فرمایا میری اپنے والد سے کچھ بات چیت ہوئی ہے تو میں نے قسم کھائی ہے کہ میں تین دن تک ان کے پاس نہیں جاؤں گا اگر آپ مجھے اپنے پاس تین دن ٹھہرائیں تو مہربانی ہوگی اس شخص نے کہا ٹھیک ہے چنانچہ آپ نے اس کے پاس تین راتیں گزاریں تو آپ نے دیکھا کہ وہ رات کو نہیں اٹھتے لیکن ہر کروٹ پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور وہ صرف صبح کی نماز کیلئے اٹھتے اور ان سے ذکر کرنے کی آواز آتی رہی جب تین راتیں گزر گئیں تو قریب تھا کہ میں ان کے عمل کو معمولی سمجھتا تو میں نے اس سے کہا اے اللہ کے بندے میرے

اور والد کے درمیان نہ کوئی جھگڑا ہے اور نہ ہی کوئی ناراضگی ہے میں نے نبی
کریم ﷺ سے اس طرح کی بات سنی ہے تو میں آپ کا عمل معلوم کرنا چاہتا
تھا لیکن میں نے آپ کا کوئی زیادہ عمل نہیں دیکھا آپ اس مقام پر کس طرح
پہنچے انہوں نے فرمایا وہی کچھ ہے جو آپ نے دیکھا لیکن کسی مسلمان کو اللہ تعالیٰ
نے جو کچھ عطا فرمایا ہے میں اس سے حسد نہیں کرتا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہٗ
فرماتے ہیں میں نے ان سے کہا اسی عمل کی وجہ سے آپ اس مقام تک پہنچے
ہیں اور ہمیں اس کی طاقت نہیں۔ (احمد جلد ۳ ص ۱۶۵)

حسد برائیوں کی جڑ ہے: حسد ایک ایسا روحانی مرض
ہے کہ انسان اس مرض میں مبتلا ہو کر طرح طرح کے شیطانی وسواس میں کھو
جاتا ہے وہ دوسروں پر اللہ تعالیٰ کے انعام کو دیکھ کر برداشت نہیں کر سکتا اور
خواہش رکھتا ہے کہ دوسروں کا مال و دولت اور دوسری سہولتیں ان سے چھین کر
اسے مل جائیں چنانچہ ان نعمتوں کے حصول کیلئے یا دوسرے لفظوں میں یوں
کہیے کہ دوسروں سے چھیننے کے لئے ہر وقت تاڑ میں لگا رہتا ہے اور طرح
طرح کے حیلے بہانے سوچتا رہتا ہے۔ اس طرح سے چوری، ڈاکہ، رہزنی،
قتل و غارت، زنا کاری اور دیگر برائیوں کی داغ بیل پڑی ہے اور حاسد حرام
خوری اور جھوٹ بولنے اور پھوٹ ڈالنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ اس طرح سے
عداوت اور فتنہ و فساد پیدا ہوتے ہیں چنانچہ اس مرض کو اپنے قلب میں پیدا نہ
ہونے دیا جائے تو ہر قسم کی برائیوں سے بچا جا سکتا ہے۔

بزرگوں کے اقوال:

☆...... حضرت معاویہ رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں میں ہر آدمی کو راضی کرنے پر قادر
ہوں مگر نعمت کا حاسد زوال نعمت پر ہی راضی ہوتا ہے۔

☆...... حضرت ابن سیرینؒ فرماتے ہیں میں نے کسی شخص سے دنیا کے کاموں
میں حسد نہیں کیا کیونکہ اگر وہ جنتی ہے تو میں کیسے دنیاوی بات میں اس سے حسد
کروں کیوں کہ یہ جنت کے مقابلے میں حقیر ہے اور اگر وہ جہنمی ہے تو میں کس
طرح اس سے حسد کروں حالانکہ وہ جہنم کیطرف جانے والا ہے۔

☆...... حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں اے ابن آدم تم اپنے بھائی سے حسد
کیوں کرتے ہو اللہ تعالیٰ نے اسے جو کچھ عطا فرمایا اگر یہ اس کا اعزاز ہے تو
اسے اللہ تعالیٰ نے عزت بخشی ہے اس پر حسد کرتے ہو اگر کسی دوسری وجہ سے
دیا ہے تو جس نے جہنم میں جانا ہے اس سے حسد کیوں کرتے ہو۔

۴...... بعض بزرگوں نے فرمایا حاسد کو مجلسوں میں ذلت اور مذمت ملتی ہے،
فرشتوں کی طرف سے لعنت اور قیامت کے دن عذاب اور رسوائی حاصل ہوگی۔

۵...... بعض دانا فرماتے ہیں حسد ایسا زخم ہے جو ٹھیک نہیں ہوتا اور حسد کرنے
والوں کو یہی سزا کافی ہے

حسد کا علاج: جسے حسد کی بیماری لگ جائے اسے اس کا علاج بھی
کرنا چاہیے بزرگوں نے اس کے لئے یہ علاج تجویز کیے ہیں۔

☆...... حضرت ابو داؤد رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں آدمی جس قدر موت کو زیادہ
یاد کرتا ہے اس کا حسد کم ہوتا۔

☆...... علماء نے اس مرض کو زائل کرنے کی یہ ترکیب بتلائی ہے کہ جس شخص پر
حسد ہو اس کے ساتھ احسان کرنا شروع کر دے اور اس کیلئے دعا کرے اور
اس کی خوبیاں لوگوں کے درمیان کرے اگر یہ عمل بار بار کرے تو انسان کے
دل سے حسد خود بخود دور ہو جاتا ہے۔

حاسد کے شر سے بچنے کی تدابیر:

☆...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہٗ نے حاسد کے شر سے بچنے کیلئے یہ عمل
تجویز کیا ہے کہ روزانہ کچھ نہ کچھ صدقہ کرے صدقے کو رد بلاء میں خاص دخل
ہے اور حاسد کا حسد ایک قسم کی بلا ہے۔

☆...... ایک اور ترکیب یہ ہے کہ حاسد کے ساتھ حسن سلوک کرے اور خود کو
مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی سپردگی میں دے دے جو صحت، مال، عزت اور
منصب انسان کو ملتا ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی دین ہے لہٰذا اس کی حفاظت بھی وہی
کر سکتا ہے اگر انسان اپنے کمالات کو اللہ تعالیٰ کی دین اور انعام سمجھ کر اللہ تعالیٰ
کے ذمے اس کی حفاظت کر دے تو اللہ تعالیٰ خود اس کا محافظ ہو جاتا ہے اس
وقت حاسد کا حسد اسے کوئی نقصان نہیں دے سکتا۔

حوالہ جات:

☆...... علم اردو لغت
☆...... المنجد ص ۲۷۰
☆...... اسلامی انسائیکلوپیڈیا ص ۷۲۹
☆...... احیاء العلوم جلد ۳ ص ۳۳۳
☆...... اسلامی انسائیکلوپیڈیا ص ۷۸۰ ☆...... تفسیر عزیزی ص ۳۳۵
☆...... تفسیر ضیاء القرآن جلد اول ص ۳۹ ☆...... تفسیر روح البیان۔ تفسیر عزیزی
☆...... تفسیر ابن کثیر جلد دوم

سے آپ کے چند ایک ارشادات درج ذیل ہیں۔

۱......عن انس ان رسول اللہ ﷺ قال الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب (ابن ماجہ، ابواب)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو"

۲......عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ' ان رسول اللہ ﷺ قال لا تباغضوا و لا تحاسدوا و لا تدابروا وکونوا عباد اللہ اخوانا" (بخاری، کتاب الادب، ترمذی ابواب البر والصلۃ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کسی سے بغض نہ رکھو نہ کسی سے حسد کرو اور نہ کسی کی غیبت کرو اور اللہ کے بندو بھائی بھائی بن جاؤ۔

۳......عن الزبیر قال قال رسول اللہ ﷺ دب الیکم داء الامم قبلکم الحسد والبغضاء ھی الحالقۃ لا اقول تحلق الراس لکن تحلق الدین (احمد جلد ۱ ص ۱۶۷، ترمذی، الترغیب والترھیب جلد ۳ ص ۳۴۲)

"حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگلی امتوں کی بیماری تمہاری طرف بھی آگئی وہ بیماری حسد و بغض ہے جو مونڈنے والی ہے میرا یہ مطلب نہیں کہ وہ بال مونڈتی ہے بلکہ وہ دین کو مونڈتی ہے۔

۴......ان المومن یغبط والمنافق یحسد (احیاء العلوم بحوالہ اسرار المرفوعہ)

"بے شک مومن رشک کرتا ہے اور منافق حسد کرتا ہے۔"

۵......عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ' ان رسول اللہ ﷺ قال لا یجتمع فی جوف عبد مومن غبار فی سبیل اللہ وفیح جھنم ولا یجتمع فی جوف عبد الایمان والحسد (الترغیب والترھیب جلد ۳ ص ۳۴۷ کتاب الادب، بیہقی)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن بندے کے پیٹ میں جمع نہیں ہوتا اللہ کے راستے کا غبار اور جہنم کی بھڑک اور بندے کے پیٹ میں جمع نہیں ہوتا ایمان اور حسد۔

۶......عن عبد اللہ بن بسر عن النبی قال لیس منی ذو حسد ولا کھانۃ ولا انا منہ (الترغیب والترھیب کتاب الادب، طبرانی)

"حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ سے نہیں حسد کرنے والا اور نہ چغلی کھانے والا اور نہ فال نکالنے والا اور نہ میں اس سے ہوں۔

۷......عن عبد اللہ بن کعب عن ابیہ رضی اللہ عنہ' ان رسول اللہ ﷺ قال ذئبان جائعان ارسلافی زریبۃ غنم بافسد لھا من الحرص علی المال والحسد فی دین المسلم (الترغیب والترھیب کتاب الادب)

حضرت عبد اللہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو بھوکے بھیڑیے بکریوں کے ریوڑ میں جا کر اتنی خرابی نہیں کرتے جتنی مال پر حرص اور حسد مسلمان کے دین میں نقصان کرتے ہیں۔

۸......عن ضمرۃ بن ثعلبۃ قال قال رسول اللہ ﷺ لا یزال الناس بخیر ما لم یتحاسدو (الترغیب والترھیب کتاب الادب، طبرانی)

حضرت ضمرۃ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ' سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگ ہمیشہ بھلائی میں رہیں گے جب تک وہ حسد نہ کریں۔

حسد سے بچنے کی فضیلت: حضرت انس سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک دن ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا ابھی اس گھاٹی سے ایک جنتی شخص تمہارے سامنے نمودار ہوگا۔ فرماتے ہیں پھر ایک انصاری نمودار ہوا اس کی داڑھی سے وضو کا پانی ٹپک رہا تھا اور اس کی جوتیاں بائیں ہاتھ میں تھیں اور اس نے سلام کیا دوسرے دن نبی اکرم ﷺ نے وہی بات فرمائی تو وہی شخص آیا تیسرے دن پھر وہی بات فرمائی تو وہ شخص حاضر ہوا جب نبی کریم ﷺ تشریف لے گئے تو حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اس شخص کے پیچھے پیچھے چلے اور فرمایا میری اپنے والد سے کچھ بات چیت ہوئی ہے تو میں نے قسم کھائی ہے کہ میں تین دن تک ان کے پاس نہیں جاؤں گا اگر آپ مجھے اپنے پاس تین دن ٹھہرائیں تو مہربانی ہوگی اس شخص نے کہا ٹھیک ہے چنانچہ آپ نے اس کے پاس تین راتیں گزاریں تو آپ نے دیکھا کہ وہ رات کو نہیں اٹھتے لیکن ہر کروٹ پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور وہ صرف صبح کی نماز کیلئے اٹھتے اور ان سے ذکر کرنے کی آواز آتی رہی جب تین راتیں گزر گئیں تو قریب تھا کہ میں ان کے عمل کو معمولی سمجھتا تو میں نے اس سے کہا اے اللہ کے بندے میرے

کہا جاتا ہے۔ سوال یہ بھی ہے کہ کیا موخرالذکر باتیں ٹھوس دلائل بھی رکھتی ہیں یا بادلیل لکھ دی گئیں ہیں۔ ملاحظہ ہو، یورپ والوں کے گھر کا منجھا ہوا مورخ ڈاکٹر ڈریپر ۱۸۸۲ء لکھتا ہے۔ کہ............(۱)

قرون وسطیٰ میں یورپ کا بیشتر حصہ لق ودق بیابان یا بے راہ جنگل تھا۔ کہیں کہیں راہبوں کی خانقاہیں اور چھوٹی چھوٹی بستیاں آباد تھیں۔ جا بجا دلدلیں اور غلیظ جوہڑ تھے۔ لندن اور پیرس جیسے شہروں میں لکڑی کے ایسے مکانات تھے جن کی چھتیں گھاس کی تھیں، چمنیاں، روشندان اور کھڑکیاں مفقود، آسودہ حال، امراء فرش پر گھاس بچھاتے اور بھینس کے سینگ میں شراب ڈال کر پیتے۔ صفائی کا کوئی انتظام نہ تھا۔ گلیوں میں فضلے کے ڈھیر لگے رہتے تھے۔ چونکہ سڑکوں پر بے حد کیچڑ ہوتا تھا۔ روشنی کا کوئی انتظام نہ تھا۔ اسلئے رات کے وقت جو شخص باہر نکلتا وہ کیچڑ میں لت پت ہو جاتا۔ تنگی رہائش کا یہ عالم تھا کہ گھر کے تمام افراد اپنے مویشیوں کیساتھ ایک کمرے میں سوتے تھے۔ عوام ایک ہی لباس سالہا سال پہنتے جسے دھوتے بھی نہیں تھے۔ نتیجے وہ میلا اور بدبودار ہو جاتا تھا۔ اندازہ فرمائیں کہ یورپ میں نہانا اتنا بڑا گناہ تھا کہ جب پاپائے روم نے سسلی اور جرمنی کے بادشاہ فریڈرک ثانی (۱۲۱۲۔ ۱۲۵۰) پر کفر کا فتویٰ لگایا تو فہرست الزامات میں یہ بھی درج تھا کہ وہ ہر روز مسلمانوں کی طرح غسل کرتا ہے۔............(۲) جب سپین میں اسلامی سلطنت کو زوال آیا تو فلپ روم (۱۵۵۶۔۱۵۹۸) نے تمام حمام حکما بند کرا دیئے۔ کیونکہ ان سے اسلام کی یاد تازہ ہوتی تھی۔............(۳) اسی بادشاہ اشبیلیہ کے گورنر کو محض اس لئے معزول کر دیا تھا کہ وہ روزانہ منہ ہاتھ دھوتا تھا۔ غلیظ جسم اور میلے لباس کی وجہ سے جوؤوں کی کثرت تھی، کہ جب کینٹربری (برطانیہ) کا لاٹ پادری باہر نکلتا تھا۔ تو اس کی قبا پر سینکڑوں جوئیں چلتی پھرتی نظر آتی تھیں۔

فقروفاقہ کا یہ عالم تھا کہ عام لوگ سبزیاں، پتے اور درختوں کے چھال اب ابال کر کھاتے تھے۔ ان تمام باتوں سے آپ یورپ کی جسمانی و معاشی حالت زار کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ متوسط طبقے کے ہاں ہفتے میں ایک مرتبہ گوشت عیاشی سمجھا جاتا تھا۔ ۱۰۳۰ء کے قحط میں لندن کے بازاروں میں انسانی گوشت بھی بکتا تھا، اور فرانس............(۳) کے ایک دریا ساؤن کے کنارے انسانی گوشت کی گنتی ہی دوکانیں تھیں۔ امراء معدودے چند تھے۔ جن کا نام زنا، شراب نوشی اور جوا تھا۔ جاگیرداروں کے قلعے ڈاکوؤں کے اڈے تھے۔ جو مسافروں پر چھاپے مارتے اور زر فدیہ وصول کرنے کیلئے انہیں پکڑ لاتے تھے۔ حصول زر کیلئے وہ مختلف طریقے استعمال کرتے تھے۔ مثلاً پاؤں کے انگوٹھوں کو رسی سے باندھ کر الٹا لٹکا دیتے یا گرم سلاخوں سے جسم داغتے یا گرہ دار رسی کو سر کے گرد لپیٹ کر پوری قوت سے مروڑتے تھے۔ یورپ میں سڑکیں نہ تھیں، ذرائع نقل وحمل بیل خچر اور گدھے تھے۔ وبائیں عام تھیں۔ صرف دسویں صدی میں دس تباہ کن قحط اور تیرہ وبائیں پھوٹیں اور لوگ مکھیوں کی طرح ہلاک ہوئے شہر سنڈاس سے بدتر تھے، سوزاک اور آتشک جیسے امراض عام تھے۔ یہاں تک کہ روم کا ایک تقدس مآب پوپ لیودم بھی آتشک کا شکار تھا۔ ان کے پادری فریب اور جعلسازی سے کام لیتے تھے۔ پوپ جنت کی راہداریاں اور گناہ کرنے کے پرمٹ فروخت کیا کرتے تھے۔............(۴) ڈاکٹر ڈریپر ہے کہ وہ ۱۸۷۷ء میں روم گیا، وہاں جا بجا غلاظت کے ڈھیر اور گندے پانی کے جوہڑ دیکھے۔

سترہویں صدی میں برلن کی یہ حالت تھی کہ بازاروں میں کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پڑے رہتے تھے۔ وہاں ایک عجیب قانون نافذ تھا کہ دیہاتی چھکڑا لے کر کسی غرض سے برلن میں آئے وہ کوڑے سے چھکڑا بھر کر ساتھ لے جاتے۔ موسیو ڈاک ڈی ویزی جو اس زمانے میں فلسطین کے ایک شہر کا پادری تھا اپنی کتاب تاریخ بیت المقدس میں لکھتا ہے۔

پہلے صلیبیوں سے جو بدا لوگ تھے، شریر، بدوضع اور ذلیل انسان ایسے نکلے، جیسے شراب سے درد، زیتون سے چھال، گیہوں سے بھوسہ یا لوہے سے زنگ، اب

اس ارض مقدس میں بدچلن، لامذہب چوروں، زانیوں، باپ کے قاتلوں، جھوٹوں، مسخروں، عیاشوں، اور بے حیا پادریوں کے سوا اور کوئی موجود نہیں۔ یہ صلیبی فی الحقیقت شیطان کے بچے ہیں۔

عصر حاضر میں یورپ کے ترقی یافتہ شہر فرانس میں پوکلیس چہاردہم............(۵) (۱۶۴۳۔۱۷۱۵) کے بعد پرلے درجے کی ابتری پھیل گئی۔ ایک طرف قحط اور دوسری طرف بھاری ٹیکس۔ سارا ملک دکھ میں مبتلا ہو گیا،

۱۔ معرکہ مذہب وسائنس ص ۳۶۱۔ ۳۲۵ ڈاکٹر ڈریپر

۲۔ تہذیب اسلام از مارڈیوک پکتھال ص ۳۷

۳۔ تشکیل انسانیت از بریفالٹ ص ۲۰۹

۴۔ معرکہ مذہب وسائنس ص ۳۱۹

اسلام کا عالمگیر فیضان

ڈاکٹر غلام جیلانی برق

آج مشرق کا نادار، صید استعمار، بھولا بھالا اور فریب مغرب کا شکار انسان جاگ اٹھا ہے۔ وہ اپنے ماحول کا جائزہ لے رہا ہے اور متاع بردہ کی فہرست بنا رہا ہے، ان لٹے ہوؤں میں مسلمان بھی شامل ہیں۔ پیشتر اس کے گھرا ہوا مسلمان اپنے حریف کے سامنے دوبارہ آئے اسے معلوم ہونا چاہیے۔ کہ وہ کون ہے کس مقام پر فائز تھا اور آج اس کی ذات اور تہذیب و تمدن پر آوازے کسنے والے کس حیثیت اور کس تہذیب و تمدن کے مالک تھے۔

آج یورپ تہذیب و تمدن کی راہوں پر بہت آگے نکل گیا ہے۔ برطانیہ جیسے چھوٹے سے ملک میں چالیس سے زائد یونیورسٹیاں ہیں۔ ہر یونیورسٹی کے تحت بیسوں کالج ہیں۔ تعلیم و تدریس پر بڑے بڑے ماہرین متعین ہیں صرف کیمیا، فزکس، حیوانیات، نباتات، جمادات اور طبقات الارض وغیرہ پر تیس ہزار سے زائد کتب لکھی جا چکی ہیں۔ یہی حال فرانس، جرمنی اور روس کا ہے۔ آج جن کتابوں کا ایک سیل بے پناہ مغرب سے اٹھ کر مشرق کو اپنی لپیٹ میں لے کر اسے تباہی و بربادی کے گہرے غار میں دھکیل رہا ہے ان کتابوں میں سے کوئی یہ نہیں بتاتی کہ وہ راجر بیکن جسے انگلستان میں بابائے سائنس سمجھا جاتا ہے۔ کہ لیکن وہ عربوں کا شاگرد تھا اور اپنے شاگردوں سے کہا کرتا تھا۔ کہ صحیح علم حاصل کرنا ہے تو عربی پڑھو۔ مورخین عرب یونانیوں کو علم کا سرچشمہ بتاتے ہیں۔ لیکن یہ نہیں بتاتے کہ ان کی کتابیں "چھ سو برس تک اسکندریہ، ایتھنز اور قسطنطنیہ میں مقفل پڑی رہیں۔ عربوں نے انہیں نکالا۔ عربی میں ترجمہ کیا اور یہی تراجم مسلمانوں کیساتھ یورپ میں پہنچے۔ آج کے یہودی و عیسائی مورخین اسلامی علوم و فنون کا ذکر نہیں کرتے عصر حاضر کا طالب علم ان اثرات سے نا آشنا ہے۔ جو عربی تہذیب نے یورپ پر ڈالے ہیں۔ حتیٰ کہ عیسائی مورخین اس بات کا بھی ذکر نہیں کرتے کہ گلیلیو کیپلر، برونو اور راجر بیکن عربوں کے نقال تھے۔

شاید یورپ پر اسلام کے اس احسان سے بہت کم لوگ آشنا ہوں کہ انگریزی زبان کا لفظ Measure معیار کا، انفلوانزہ انزال الانف (ناک بہنا) اور ارتھ (Earth) ارض کا بگاڑ ہے ہمارے مدارس میں ہمارے بچوں کو یہ تاثر دیا گیا ہے کہ امریکہ کولمبس نے اور افریقہ لونگ سٹون نے دریافت بلکہ ایجاد کیا تھا۔ زمین و آسمان تبھی پیدا ہوئے، جب کسی یورپی نے اشارہ کیا تھا۔ آسمانی طاقتیں ہمالیہ کی ایک چوٹی کروڑوں سال سے بنا رہی تھی۔ لیکن اس کی تکمیل اسی وقت ہوئی جب مسٹر ایورسٹ کی نظر اس پر پڑی، ان بچوں کو یہ نہیں بتایا جاتا کہ کولمبس نے بحر پیمائی کی تعلیم اسلامی درسگاہوں سے حاصل کی۔ اس کے پاس راہنمائی کیلئے کمپاس تھا جو عربوں نے ایجاد کیا تھا۔ اور افریقہ جانے والوں کے پاس وہ نقشے تھے جو اہل عرب، بحیرۂ روم، بحیرۂ قلزم، بحر ہند اور بحر الکاہل کے سفر میں صدیوں سے استعمال کر رہے تھے۔

دور حاضر میں اہل مغرب نے بلاشبہ ترقی کی منازل کو طے کیا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا یورپ ہمیشہ سے ایسا ہی تھا؟ مطلقاً نہیں اور شاید کچھ لوگ یہ حقیقت جان کر حیران ہوں کہ یورپ صدیوں تک وحشت و بربریت، جنگی قبائل اور تہ بہ تہ جہالت میں گرفتار رہا۔ وہاں تہذیب و اخلاق کا کوئی تصور نہ تھا، ہم مسلمانوں نے اسے ان غلاظتوں سے نکالا، علوم و فنون سے روشناس کیا۔ تہذیب و تمدن کا درس دیا۔ اور عروج و عظمت کی راہ پر ڈالا کیونکہ جب آٹھویں صدی میں مسلمان سپین میں پہنچے اور نو سال بعد سسلی میں وارد ہوئے، اور اپنے ساتھ تاریخ، فلسفہ، طبیعیات، طب، ریاضی، شعر و ادب، علم الکلام اور دیگر درجنوں علوم لے گئے، رفتہ رفتہ یہ علوم اٹلی، فرانس جرمنی اور دیگر ممالک میں پہنچے اور بارہویں صدی میں یورپ مائل بہ علم ہو گیا۔ یہاں تک کہ سولہویں صدی میں ایک عام بیداری پیدا ہوئی، جسے یورپ کی حیات ثانیہ

کی ایجادات کے باوجود اہل مغرب کی تاریخ سے روگردانی کا انوکھا انداز دیکھئے کہ یورپ نے مسلمانوں کے خلاف کئی کتابیں لکھ کر گھر پاٹ دیں۔ مسلمانوں کے درخشاں ماضی سے پردہ اٹھاتے ہوئے ڈاکٹر ڈریپر ....(١٠) لکھتے ہیں کہ

الجبرا کیلئے ہم عربوں کے ممنون ہیں، ریاضی کی اس شاخ کا نام تک عربوں کا رکھا ہوا ہے۔ اس فن کے جو بچے کھچے اجزاء دارالعلم اسکندریہ سے ان تک پہنچے تھے، ان میں انہوں نے ان معلومات کا اضافی کیا جو انہوں نے ہندوستان سے حاصل کیں تھیں ڈاکٹر موصوف مزید لکھتے ہیں۔ کہ کلیساء ....(١١) نے بارہ سو برس کی آمرانہ حکومت میں ایک بھی ریاضی دان پیدا نہیں کیا۔ ول ڈیوران ....(١٢) لکھتا ہے۔ کہ قرون وسطی میں عمر خیام سے بڑا ریاضی دان موجود نہیں تھا، اس کا الجبرا جس کا فرانسی ترجمہ ١٨٥١ء میں ١٨٥١ء میں F.wdekckes نے کیا تھا۔ ....(١٣) عربوں نے ایک درس گاہ طلیطلہ میں بھی قائم کی تھی۔ جہاں یورپ کے ہر حصے سے طلباء آتے تھے۔ اس کالج سے بڑے بڑے اہم کام نکلے۔ مثلاً رابرٹ (١١٤٠) جس نے قرآن پاک اور خورزمی کے الجبرا کو لاطینی زبان میں منتقل کیا۔ مائیکل سکاٹ، فریڈ ثانیکا درباری، ڈینئل مارے، مائیکل سکاٹ کا دوست اور ایڈل بارڈ یہ تینوں انگلستان کے رہنے والے تھے۔

سپین کے ......(١٤) علاوہ عربوں نے مونٹ پیئر (فرانس) پڑوآ اور پیسا (اٹلی کے دو شہر) میں بھی درس گاہیں قائم کیں۔ جہاں بو علی سینا (١٠٣٧) اور ابو القاسم بن عباس اندلسی (١١٠٧) کی کتابیں پڑھائی جاتی تھیں۔ ان ہی مدارس میں اٹلی کے دو مشہور سرجن فیلوپیس (١٥٦٢) اور ویسالیوس ایک طبیب کارڈن نامی (١٥٧٦) معروف منجم گلیلیو (١٦٤٢) گئے تھے۔ قرطبہ ......(١٥) کا ایک پادری الوارو لکھتا ہے۔ کہ تمام تعلیم یافتہ عیسائی نوجوان عربی مدارس کے تعلیم یافتہ تھے۔ یہ عربی زبان و ادب سے آشنا ہیں۔ عربوں کی کتابیں بڑے ذوق وشوق سے پڑھتے ہیں اور شب و روز عربی ادب کے گن گاتے رہتے ہیں۔ موسیو لیبان لکھتا ہے یورپ میں ١٥ صدی میں کوئی ایسا مصنف نہیں تھا۔ جو عربوں کا ناقل نہ ہو، راجر بیکن پادری طامس، البرٹ بزرگ اور نفونسو دہم یا تو عربوں کے شاگرد تھے۔ یا ناقل۔

البرٹ بزرگ نے جو کچھ پایا ابن سینا سے پایا اور سینٹ طامس نے اپنا فلسفہ ابن رشد سے لیا، ملاحظہ فرمایا، آپ نے کہ ایجادات کے موجد، تہذیب و تمدن اور اور اخلاق و کردار کے مالک اصل میں مسلمان ہیں، اور دوسری طرف اہل مغرب کی صورت حال بھی آپ کے سامنے ہے۔

---

١٠ ایج آف فیتھ ص ٣٩٨ ١٢۔ ڈاکٹر ڈریپر معرکہ مذہب و سائنس

١٣۔ ڈاکٹر ڈریپر معرکہ مذہب و سائنس ص ٣١٥

میراث اسلام ص ١٢٨ آرنلڈ ١٤۔ تشکیل انسانیت ص ٢٦٢ بریفالٹ

١٥۔ تشکیل انسانیت ص ١٧١ بریفالٹ

حاشیہ: خلفائے راشدین قائداعظم کی نظر میں ملاحظہ فرمایئے

١۔ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ: "تکمیل الایمان" (مطبوعہ لاہور ١٩٨٠ء

٢۔ پروفیسر سعید راشد: "گفتار و کردار قائداعظم (مطبوعہ لاہور ١٩٨٩ء، ص ٢٧٣)

٣۔ پروفیسر محمد منور: "پاکستان حصار اسلام" (مطبوعہ لاہور ١٩٩٨ء، ص ٣٦١)

٤۔ محمد سلیم ساقی: "مقام و احترام قائداعظم" (مطبوعہ لاہور ١٩٩٥ء ص ٤٧)

٥۔ روزنامہ "نوائے وقت" (راولپنڈی / اسلام آباد) ٢٣ جنوری ١٩٩٩ء)

٦۔ منشی عبدالرحمن خان: "قائداعظم کا مذہب اور عقیدہ" (مطبوعہ لاہور) ص ٥١، ٥٢

٧۔ پروفیسر رحیم بخش شاہین: "نقوش قائداعظم" (مطبوعہ لاہور) ١٩٧٦ء ص ٣١٢

٨۔ محمد حنیف شاہد: "اسلام اور قائداعظم" (مطبوعہ لاہور ١٩٧٦ء) ص ١٠٣، ١٠٢

٩۔ عبدالرحمن خان: "قائداعظم کا مذہب اور عقیدہ" (مطبوعہ لاہور ١٩٨٦ء) ص ١١١

١٠۔ نواب صدیق علی خان: "بے تیغ سپاہی" (مطبوعہ کراچی ١٩٧١ء) ص ٣١٢، ٣١٣

١١۔ پروفیسر محمد منور: "پاکستان حصار اسلام" (مطبوعہ لاہور ١٩٩٨ء، ص ٣٦١)

١٢۔ تفصیل کیلئے دیکھئے!

١۔ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی: "امام پاک رضی اللہ عنہ اور یزید پلید" (مطبوعہ لاہور)

٢۔ پیر محمد کرم شاہ الازہری: "امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید پلید" (مطبوعہ لاہور)

٣۔ جناب احمد سعید کاظمی: "شرح حدیث قسطنطنیہ" (مطبوعہ ملتان)

٤۔ علامہ ارشد القادری: "کربلا کے بعد دور اہلا" (مشمول: "آئینہ حقیقت" مطبوعہ لاہور)

٥۔ علامہ ضیاء اللہ قادری: "الوہابیت" (مطبوعہ سیالکوٹ)

٦۔ علامہ فیض احمد اویسی: "یزید کے حامی" (مطبوعہ بہاولپور)

٧۔ قاری محمد طیب دیوبندی: "شہید کربلا اور یزید" (مطبوعہ لاہور)

عوام کو غلاموں سے بھی ذلیل سمجھا جاتا تھا۔ جب کوئی ٹیکس لینے والا شہر میں داخل ہوتا تو ساری آبادی بھاگ جاتی۔ اور سرکاری ملازم انکا سارا سامان اٹھا کر لے جاتے۔ بھوکوں کے مسلح انبوہ نانبائیوں پر ہلہ بولتے اور ان کی روٹیاں اٹھا کر بھاگ جاتے۔ یہ ماضی ہے اہل یورپ کا یہ تہذیب و تمدن ہے۔ اہل یورپ کی ایک انتہائی ضروری بات جو کہ قارئین کرام کو ہر وقت ذہن میں رکھنی ہوگی کہ جو حوالہ جات دیئے جا رہے ہیں۔ وہ ہمارے مصنفین کے نہیں بلکہ یورپ کے سلجھے ہوئے مصنفین کے ہیں

(اہل مغرب کی علم دشمنی) ڈاکٹر ڈریپر لکھتے ہیں کہ اسکندریہ کا کتب خانہ جس میں اندازاً سات لاکھ کتابیں تھیں۔ جولیس سیزر (۵۰۔۴۴ ق م) کے حکم سے برباد کر دیا گیا۔ اس کی نصف کتب جلا دی گئیں پھر قیصر تھیوڈوسس دوم (۴۰۸۔۴۵) نے تھیافلس کو حکم دیا کہ باقی ماندہ کتابیں بھی جلا دو۔ غور فرمائیں کہ عصر حاضر میں فروغ علم کے سب سے بڑے علم بردار علم کے سب سے بڑے دشمن تھے۔ عصر حاضر میں اہل مغرب کی جانب سے یہ شور بلند ہے کہ علم کے موجد اصل میں ہم ہیں۔ اور یہ کھوکھلی صدا بلند کی جاتی ہے کہ ہم نے ہی اہل دنیا کو زیور علم سے آراستہ کیا۔ لیکن ان یورپ والوں کی علم دوستی اور فروغ علم کا اندازہ ان کے ڈاکٹر ڈریپر ....(۶) ایک سائنسدان ڈی ڈومینس کے متعلق لکھتا ہے کہ کلیسیا نے اس جیل میں ڈال دیا تھا۔ وہ وہی فوت ہوا۔ اور بعد از مرگ اس کی لاش کو اس کی تصانیف کے انبار پر رکھ کر جلا دیا گیا

آپ ہی اپنی اداؤں پر ذرا غور کریں

ہم جو کچھ عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

آج ہم اس مضمون کے ذریعے یہ بھی واضح کرنا چاہتے ہیں۔ کہ نسل نو جو کہ مغرب کے سامان تعیش کی زد میں آ کر بڑی حد تک اپنے اسلاف کے اعلیٰ کارناموں سے بے خبر ہے، آشنا ہو جائے۔ اس کی واضح مثال ابن رشد جو کہ سپین کا مشہور فلسفی تھا۔ اس کی تصانیف فرانس، جرمنی، سپین اور اٹلی کی یونیورسٹیوں میں بطور تصانیف پڑھائی جاتی رہیں، ۱۲۱۵ء میں عیسائیوں کی مذہبی مجلس میں اس کی تصنیف کو ملحدانہ قرار دیا۔ اور ۱۲۳۱ء میں پوپ گریگوری نہم (۱۲۲۷۔۱۲۴۱) نے فلسفہ عرب کی تدریس کو حکماً روک دیا، چونکہ عیسائیوں کے پاس پڑھانے کیلئے اور کچھ بھی نہ تھا، اس لئے اس حکم کے باوجود ابن رشد کی تدریس جاری رہی، یہ امتیاز ہے ہمارے اسلاف کا جنھیں اہل یورپ نے مسخ کر کے ہمارے سامنے پیش کیا اور افسوس کی بات یہ ہے کہ ہمارے اکثر لوگ اسے سچ جان بیٹھے۔ اور اس امر سے بھی ناآشنا ہیں۔ جس کا انکشاف ڈاکٹر ڈریپر ....(۷) کرتا ہے کہ بارسلونا کی بندرگاہ خلفائے اندلس کی بحری تجارت کا مرکز تھی۔ جہاں سے سینکڑوں جہاز مال تجارت سے لدے ہوئے اکناف عالم میں جاتے تھے۔ مسلمانوں نے یہودی تجار کی مدد سے تجارت کے بہت سے اصول اختراع کئے، جو رفتہ رفتہ یورپ کی تاجر جماعتوں تک پہنچے حساب میں "ڈبل انٹری سسٹم مسلمانوں کی ایجاد ہے۔

رابرٹ بریفائیٹ نے بھی عجیب انکشاف کیا ہے..........(۸) یورپ کے افلاس کی یہ حالت تھی کہ اٹلی کے تاجروں کے پاس عربوں کا مال خریدنے کیلئے کچھ بھی نہیں ہوتا تھا وہ عموماً ارد گرد کے دیہات سے بچے چرا لاتے تھے۔ انہیں غلام بنا کر بیچتے اور اس طرح رقم ادا کرتے تھے۔

عربوں نے ہند، چین۔ ملاکا اور ٹمبکٹو تک خشکی کے راستے کے راستے کھول دیئے اور سودان و ستوطرہ سے مڈغاسکر تک تجارتی منڈیوں کا سلسلہ قائم کر دیا۔ جہاز سازی کے فن کو ترقی دی۔ دنیا کو بحر پیمائی کا درس دیا ہندسوں کا طریقہ رائج کیا اور بحری تجارت کیلئے انتظامیہ کونسلیں قائم کیں، اس سے اسلاف کا تابناک ماضی سب پر واضح ہے۔

صحیح تاریخ جھیل کا وہ شفاف پانی ہے جس میں اپنے اصلی خد و خال دیکھتی ہیں۔ مکار اقوام کا یہ دستور ہے کہ جب کسی قوم پر سیاسی غلبہ حاصل کر لیتی ہیں۔ تو اس کے ذہنوں کو مسخر کرنے کیلئے اس کی تاریخ بگاڑ دیتی ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ بارود قطب نما الکحل، عینک اور دیگر بیسیوں اشیاء کے موجد مسلمان تھے م جیسا کہ ول ڈیوران......(۹) لکھتا ہے۔ کہ سپین کے ایک مسلمان سائنس دان ابن فرناس نے تین چیزیں ایجاد کر کے دنیا کو حیرت میں ڈال دیا۔ اول عینک کا شیشہ، دوم وقت بتانے والی گھڑی جو کھیلوں اور دوڑوں میں استعمال ہوتی ہے۔ سوم ایک مشین جو ہوا میں اڑ سکتی تھی۔ لیکن ان

۵۔ تشکیل انسانیت ص ۳۹۸ از بریفائیٹ

۶۔ معرکہ مذہب و سائنس ص ۱۳۳

۷۔ معرکہ مذہب و سائنس ص ۳۳۰

۸۔ انٹروڈکشن ٹو ہسٹری آف ویسٹرن یورپ ص ۱۵۵ از جیمز شیائیل معرکہ مذہب و سائنس ص ۳۲۷

۹۔ تشکیل انسانیت ص ۲۱۷

جدا ہو سکتے ہیں۔

۱.....ہاتھوں کے گرمی دانے ۲.....جلد سوزش ۳.....ایگزیما

۴.....پھپھوندی کی بیماریاں ۵.....جلد کی رنگت تبدیل ہو جانا۔

وغیرہ جب ہاتھ دھوتے ہیں تو انگلیوں کے پوروں سے شعاعیں نکل کر ایک ایسا حلقہ بناتی ہیں جس سے ہمارا اندرونی برقی نظام متحرک ہو جاتا ہے اور ایک حد تک برقی رو ہمارے ہاتھوں میں سمٹ آتی ہے اس سے ہمارے ہاتھوں میں حسن پیدا ہوتا ہے۔

کلی کرنے کی حکمتیں: پہلے ہاتھ دھو لیے جاتے ہیں جس سے ہاتھ جراثیم سے پاک ہو جاتے ہیں ورنہ یہ کلی کے ذریعے منہ میں اور پھر پیٹ میں جا کر متعدد امراض کا باعث بن سکتے ہیں غذا کے ذرات اور وبا کے ذریعے لاتعداد مہلک جراثیم ہمارے منہ اور دانتوں میں لعاب کے ساتھ چپک جاتے ہیں چنانچہ وضو میں مسواک اور کلی کے ذریعے منہ بہترین صفائی ہو جاتی ہے۔ اگر منہ کو صاف نہ کیا جائے تو ان امراض کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔

۱.....ایڈز کی ابتدائی بیماریوں میں منہ کا پکنا ۲.....منہ کے کناروں کا پھٹنا ۳.....منہ اور ہونٹوں کی داد خوبا (Monilasis)۔ ۴.....منہ میں پھپھوندی کی بیماریاں اور چھالے وغیرہ نیز روزہ نہ ہو تو غرارے کرنا بھی سنت ہے۔ اور پابندی کے ساتھ غرارے کرنے والا کوے بڑھنے اور گلے کے بہت سے امراض حتی کہ گلے کے کینسر سے محفوظ رہتا ہے۔

ناک میں پانی ڈالنے کی حکمتیں:

پھیپھڑوں کی ایسی ہوا درکار ہوتی ہے جو جراثیم دھوئیں اور گرد و غبار سے پاک ہو اور اس میں 80 فیصد رطوبت یعنی تری ہو اور جس کا درجہ حرارت نوے 90 درجہ فارن ہائیٹ سے زائد ہو ایسی ہوا فراہم کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ناک کی نعمت سے نوازا ہے ہوا کو مرطوب بنانے کیلئے ناک کی نعمت نوازا ہے ہوا کو مرطوب بنانے کیلئے ناک روزانہ چوتھائی لیکن نمی پیدا کرتی ہے صفائی اور دیگر سخت کام نتھنوں کے بال سرانجام دیتے ہیں ناک کے اندر ایک خوردبین یعنی (Microscopic) جھاڑو ہے اس جھاڑو میں غیر مدئی یعنی نظر نہ آنے والی روئیں ہیں جو ہوا کے ذریعے داخل ہونے والے جراثیم کو ہلاک کر دیتے ہیں نیز ان غیر مدئی روؤں کے ذمے ایک ایسا دفاعی نظام بھی ہے جسے (lysozium) کہتے ہیں ناک اس کے ذریعے سے آنکھوں کو (Infection) سے محفوظ رکھتی ہے الحمد للہ عزوجل وضو کرنے والا ناک میں پانی چڑھاتا ہے جس سے جسم کے اہم ترین آلے (ناک) کی صفائی ہو جاتی ہے اور پانی کے اندر کام کرنے والی برقی رو سے ناک کی اندرونی غیر مدئی روؤں کی کارکردگی کو تقویت پہنچتی ہے اور مسلمان وضو کی برکت ناک سے بے شمار پیچیدہ امراض سے محفوظ رہتا ہے دائمی نزلہ اور ناک کے زخم کے مریضوں کیلئے ناک کا غسل بہت مفید ہے۔

چہرہ دھونے کی حکمتیں: آج کل فضاؤں میں دھوئیں وغیرہ کی آلودگیاں بڑھتی جا رہی ہیں مختلف کیمیاوی مادے سیسہ وغیرہ میل کچیل کی شکل میں آنکھوں اور چہرے وغیرہ پر جم جاتا ہے اگر چہرہ نہ دھویا جائے تو چہرہ اور آنکھیں مختلف امراض کا شکار ہو جاتی ہیں ایک یورپین ڈاکٹر نے مقالہ لکھا جس کا نام (Eye Water Halth) میں اس نے اس بات پر زور دیا کہ اپنی آنکھوں کو دن میں کئی بار دھوتے رہو ورنہ تمہیں خطرناک بیماریوں سے دوچار ہونا پڑے گا چہرہ دھونے سے منہ پر کیل نہیں نکلتے ماہرین حسن و صحت اس بات پر متفق ہیں کہ ہر طرح کے cream اور lotion وغیرہ چہرے پر داغ چھوڑ دیتے ہیں۔ چہرے کو خوبصورت بنانے کیلئے چہرے کو کئی بار دھونا ضروری ہے "امریکن کونسل فار بیوٹی" کی سرکردہ ممبر "بیچر" نے کیا خوب انکشاف کیا ہے کہتی ہیں کہ مسلمانوں کو کسی قسم کے کیمیاوی لوشن کی ضرورت نہیں وضو سے ان کا چہرہ دھل کر کئی بیماریوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ محکمہ ماحولیات کے ماہرین کا کہنا ہے کہ چہرے کی الرجی سے بچنے کیلئے اس کو بار بار دھونا چاہیے ایسا صرف وضو کے ذریعے ممکن ہے وضو میں چہرہ کو دھونے سے چہرے کا مساج ہو جاتا ہے خون کا دوران چہرے کی طرف رواں دواں ہو جاتا میل کچیل بھی اتر جاتا ہے اور چہرے کا حسن دوبالا ہو جاتا ہے۔

اندھا پن سے تحفظ: میں آنکھوں کی ایسے امراض کی طرف توجہ دلاتی ہوں جس میں آنکھوں کی رطوبت یعنی اصلی تری کم یا ختم ہو جاتی ہے اور مریض آہستہ آہستہ اندھا ہو جاتا ہے طبی اصولوں کے مطابق اگر بھنوؤں کو وقتاً فوقتاً تر کیا جاتا رہے تو اس خوف ناک مرض میں تحفظ حاصل ہو سکتا ہے۔ وضو کرنا والا منہ دھوتا ہے اور اس طرح اس کی بھنوئیں تر ہوتی رہتی ہیں جو خوش نصیب اپنے چہرے پر داڑھی مبارک سجاتے ہیں داڑھی میں پانی کسی تری کے

وضو سائنس اور بیماریاں

مرسلہ:......ڈاکٹر تنویر الحسن شاہد......

مغربی ممالک میں مایوسی (Depression) مرض ترقی پر ہے دماغ فیل ہو رہے ہیں پاگل خانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے نفسیاتی

امراض کے ماہرین کے یہاں مریضوں کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ مغربی کے ڈپلومہ ہولڈر فزیوتھراپسٹ کا کہنا ہے کہ مغربی جرمنی میں ایک سیمینار ہوا جس کا موضوع تھا مایوسی (Depration) کا علاج ادویات کے علاوہ اور کن کن طریقوں میں ممکن ہے۔ ایک ڈاکٹر نے اپنے مقالے میں یہ حیرت انگیز انکشاف کیا کہ میں نے ڈیپریشن کے چند مریضوں کے روزانہ پانچ بار منہ دھلائے کچھ عرصے بعد ان کی بیماری کم ہو گئی پھر ایسے ہی مریضوں کے دوسرے گروپ کے روزانہ پانچ بار ہاتھ منہ اور پاؤں دھلوائے تو مرض میں کافی آفاقہ ہو گیا ۔یہی ڈاکٹر اپنے مقالے کے آخر میں اعتراف کرتا ہے مسلمانوں میں مایوسی کا مرض کم پایا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ دن میں کئی مرتبہ ہاتھ، منہ اور پاؤں دھوتے یعنی وضو کرتے ہیں۔

وضو اور ہائی بلڈ پریشر: ایک ہارٹ اسپشلیسٹ کا بڑے وثوق کے ساتھ کہنا ہے کہ ہائی بلڈ پریشر کے مریض کو وضو کرواؤ پھر اس کا بلڈ پریشر چیک کرو لازماً کم ہوگا، ایک مسلمان ماہر نفسیات ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ نفسیاتی امراض کا بہترین علاج وضو ہے مغربی ماہرین نفسیاتی مریضوں کو وضو کی طرح روزانہ کئی بار بدن پر پانی لگواتے ہیں۔

وضو اور فالج: وضو جو میں ترتیب وار اعضاء دھوئے جاتے ہیں۔ یہ بھی حکمت سے خالی نہیں پہلے ہاتھوں کو پانی میں ڈالنے سے جسم کا اعصابی نظام مطلع ہو جاتا اور پھر آہستہ آہستہ چہرے اور دماغ کی رگوں کی طرف اس کے اثرات پہنچتے ہیں وضو میں پہلے ہاتھ دھونے پھر کلی کرنے پھر ناک میں پانی ڈالنے پھر چہرہ اور دیگر اعضاء دھونے کی ترتیب فالج کی روک تھام کیلئے مفید ہے۔ اگر چہرہ دھونے اور مسح کرنے سے آغاز کیا جائے تو بدن کئی بیماریوں میں مبتلا ہو سکتا ہے۔

قوت حافظہ اور منہ کے چھالے:

وضو میں مسواک کرنا سنت ہے ہمارے پیارے آقا ﷺ مسواک کا بے حد اہتمام فرماتے جب گھر میں داخل ہوتے تو سب سے پہلے مسواک کرتے جب نیند سے بیدار ہوتے تو مسواک کرتے میرے آقا ﷺ نے خود بھی مسواک استعمال فرمائی اور غلاموں کی بھی مسواک کرنے کی ترغیب دی اس میں بے شمار دینی و دنیاوی فوائد ہیں۔ ہمیں مسواک میں متعدد کیمیائی اجزاء ہمیں جو دانتوں کو ہر طرح کی بیماری سے بچاتے ہیں مسواک سے قوت حافظہ بڑھتی ہے، درد سر دور ہوتا اور سر کی رگوں کو سکون ملتا ہے اس سے بلغم دور، نظر تیز، معدہ درست اور کھانا ہضم ہوتا ہے، عقل بڑھتی، بچوں کی پیدائش میں اضافہ ہوتا، بڑھاپا دیر میں آتا اور پیٹھ مضبوط ہوتی ہے بعض اوقات گرمی اور معدہ کی تیزابیت سے منہ میں چھالے پڑ جاتے ہیں اس کیلئے منہ میں تازہ مسواک ملیں اور اس کے لعاب کو کچھ دیر تک اندر پھراتے رہیں اس طرح کئی مریض ٹھیک ہو چکے ہیں،

وضو میں ہاتھ دھونے کی حکمتیں:

وضو میں سب سے پہلے ہاتھ دھوئے جاتے ہیں ہم مختلف چیزوں میں ہاتھ ڈالتے ہیں اور ہاتھوں میں مختلف کیمیائی اجزاء اور جراثیم لگ جاتے ہیں اگر سارا دن ہاتھ نہ دھوئے جائیں تو ہاتھ جلد ہی ان جلدی امراض میں

مسئلہ رفع یدین

خواجہ خلیل الرحمن ملتانی کے ایک پمفلٹ "تحقیق رفع یدین" کا جواب

علامہ شفقات احمد نقشبندی ..... قسط نمبر 5

آگے خواجہ صاحب اپنا علم بگھارتے ہیں "سب نے کہا' قالو صدقت" واہ جی یہ بھی ایک علمی فن پارہ ہے۔ آگے پھر حضرت مالک بن حویرث کی روایت کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس پر ابتداء میں گفتگو ہو چکی ہے۔ وہاں سے دوبارہ ملاحظہ فرمالیں۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا

آگے خواجہ صاحب حضرت وائل بن حجر کی حدیث کا تذکرہ کرتے ہیں۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ تبوک کے بعد ۹ھ میں دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ پھر ۱۰ھ کے آخر یا ۱۱ھ کے اوائل میں پھر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے چند دن بعد آپ ﷺ آخری حج کیلئے تشریف لے گئے جناب وائل بھی ساتھ تھے وہیں "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا" نازل ہوئی۔ یعنی اس کے بعد احکام میں تبدیلی یا ترمیم نہیں ہوئی اور اس کے صرف ۸۱ دن بعد حضور اکرم ﷺ کا وصال ہو گیا۔ یعنی یہ طریقہ نماز حضور اکرم ﷺ کی آخری نمازوں کا طریقہ ہے، بلکہ آپ کی آمد حضرت مالک بن حویرث کے بھی بعد کی ہے، لہذا یہ ان سے بھی زیادہ پختہ اور آخری بات ہے (کتب غیر مقلدین) قارئین کرام! آئیں ذرا دیکھتے ہیں کہ یہ نام کے اہل حدیث اپنی ہی بیان کی ہوئی اپنی سب سے پختہ اور آخری قابل اعتماد دلیل جس میں ان کے بقول بعد میں کوئی ترمیم یا تبدیلی بھی نہیں ہوئی کیا اس پر عمل پیرا ہیں یا یہاں بھی اپنے باقی پروگرام کی طرح قرآن وحدیث سے بے نیاز ہوتے ہوئے اپنے مولویوں کی نشان زدہ شریعت کو مانتے ہیں، جناب امام بخاری نقل فرماتے ہیں کہ جناب وائل فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ رکوع وسجدے میں جاتے ہوئے رفع یدین کرتے تھے (جزء البخاری گرجاکھی صفحہ ۲۶، انسائیکلو پیڈیا گرجاکھی ص ۱۳۱، ۱۳۳، ۱۴۰) آپ ﷺ سجدوں سے اٹھتے وقت بھی رفع یدین فرماتے تھے (ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۱۰۵) آپ ﷺ سجدوں میں جاتے وقت بھی رفع یدین فرماتے تھے۔ (دار قطنی جلد ۱ صفحہ ۲۹۱ بیہقی جلد ۶ صفحہ ۲۶)۔ آپ ﷺ ہر تکبیر پر رفع یدین فرماتے تھے (انسائیکلو پیڈیا گرجاکھی صفحہ ۱۱۴، ۱۲۰، ۱۲۶، ۱۲۹، مسند امام احمد جلد ۴ صفحہ ۳۱۶ دارمی صفحہ ۲۲۹) جناب وائل کی اس آخری دور کی روایت میں سجدہ کرتے وقت اور سجدہ سے اٹھتے وقت تو رفع یدین کا ذکر ہے لیکن جناب وائل کی کسی بھی حدیث میں تیسری رکعت کے رفع یدین کا ذکر نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ اس واقعہ یعنی تکمیل دین کی آیت کے نزول کے بعد کسی حکم میں کوئی تبدیلی بھی نہیں ہوئی تو پھر حضرت وائل کا بیان کردہ سجدوں کا رفع یدین کب منسوخ ہو گیا اور اس روایت میں نہ بیان ہونے والا تیسری رکعت کا رفع یدین کب شروع ہو گیا یا شاید جتنے دن حضرت وائل حضور کے ساتھ رہے۔ اتنے دن آپ ﷺ نے تیسری رکعت میں رفع

ویسے بھی اہلحدیث نام یہ تو آپ کو آج سے تقریباً ڈیڑھ صدی پہلے مولوی محمد حسین بٹالوی کی درخواست پر حکومت برطانیہ نے آپ کی وفاداریوں کے بدلے میں عطا کیا تھا لہذا ہم کو برطانوی انعام کو اپنے گلے کا ہار بنانے کا کوئی شوق نہیں ہے یہ انگریزوں کا انعام آپ ہی کو مبارک ہو۔ یہ آپ کو کسی نے غلط بتایا ہے کہ فقہ قرآن وحدیث سے علیحدہ ہے۔

ٹھہراؤ سے گردن، پٹھوں، تھائی رائیڈ اور گلے کے امراض سے حفاظت ہوتی ہے۔

کہنیاں دھونے کی حکمتیں:

کہنی پر تین بڑی رگیں ہیں جن کا تعلق بالواسطہ دل، جگر اور دماغ سے ہے اور جسم کا یہ حصہ عموماً ڈھکا رہتا ہے اگر اس کو پانی اور ہوا نہ لگے تو متعدد دماغی اور اعصابی امراض پیدا ہو سکتے ہیں وضو میں کہنیوں سمیت ہاتھ دھونے سے دل، جگر اور دماغ کو تقویت پہنچے گی اور امراض سے محفوظ رہیں گے کہنیوں سمیت ہاتھ دھونے سے سینے اندر ذخیرہ شدہ روشنیوں سے براہ راست انسان کا تعلق قائم ہو جاتا ہے اور روشنیوں کا ہجوم ایک بہاؤ کی شکل اختیار کر لیتا ہے اس عمل میں ہاتھوں کے عضلات یعنی کل پرزے مزید طاقتور ہو جاتے ہیں۔

مسح کی حکمتیں: سر اور گردن کے درمیان شہ رگ واقع ہے اس کا تعلق ریڑھ کی ہڈی، حرام مغز اور جسم کے تمام تر جوڑوں سے ہے جب وضو کرنے والا گردن کا مسح کرتا ہے تو ہاتھوں کے ذریعے برقی رو نکل کر شہ رگ میں ذخیرہ ہو جاتی ہے اور ریڑھ کی ہڈی سے ہوتی ہوئی جسم کے تمام اعصابی نظام میں پھیل جاتی ہے اور اس سے اعصابی نظام کو توانائی حاصل ہوتی ہے۔

ایک شخص فرانس میں ایک جگہ وضو کر رہا تھا تو دوسرے شخص نے پوچھا آپ کون ہیں اور کہاں کے رہنے والے ہیں پہلے شخص نے جواب دیا میں پاکستانی مسلمان ہوں دوسرے شخص نے پوچھا پاکستان میں کتنے پاگل خانے ہیں اس عجیب وغریب سوال پر پہلے شخص نے اندازاً جواب دیا 2، 4 ہونگے دوسرے شخص نے پھر سوال کیا ابھی تم یہ کیا کر رہے تھے اس نے جواب دیا وضو پھر دوسرے شخص نے سوال کیا کیا تم روزانہ اسی طرح کتنے وقت کرتے ہو، اس شخص نے جواب دیا 5 وقت، دوسرا شخص بڑا حیران ہوا اور بولا میں (Mantal Hospital) میں سرجن ہوں اور پاگل خانے اسباب کے حقیقت میرا مشغلہ ہے میری تحقیق یہ ہے کہ دماغ سے سارے بدن میں سگنل جاتے ہیں اور اعضاء کام کرتے ہیں ہمارا دماغ ہر وقت (Fluid) کے اندر Float (تیرتا) رہتا ہے اس لئے ہم بھاگ دوڑ کرتے ہیں اور دماغ کو کچھ نہیں ہوتا اگر وہ کوئی Rigid (سخت) شے ہوتی اب تک ٹوٹ چکی ہوتی دماغ سے چند باریک رگیں (Contudctor) ہمارے گردن کی پشت سے سارے جسم کو جاتی ہیں اگر بال بہت بڑھا دیئے جائیں اور گردن کی پشت کو خشک رکھا جائے تو ان رگوں میں خشکی پیدا ہونے کا خطرہ ہو جاتا ہے اور وہ پاگل ہو جاتا ہے لہذا میں نے سوچا کہ گردن کو دن میں 5 بار ضرور تر کیا جائے ابھی میں نے دیکھا کہ آپ نے ہاتھ پاؤں دھونے کیساتھ پیچھے بھی کیا کچھ کیا واقعی آپ لوگ پاگل نہیں ہو سکتے مزید یہ کہ مسح کرنے سے لو لگنے اور گردن توڑ بخار سے بھی بچت ہوتی ہے۔

پاؤں دھونے کی حکمتیں: پاؤں سب سے زیادہ دھول آلودہ ہوتے ہیں پہلے پہل انفیکشن پاؤں کی انگلیوں کے درمیانی حصے سے شروع ہوتا ہے وضو میں پاؤں دھونے سے گرد و غبار اور جراثیم بہہ جاتے ہیں اور بچے کھچے جراثیم پاؤں کی انگلیوں کے خلال سے نکل جاتے ہیں جس سے نیند کی کمی، دماغی خشکی، گھبراہٹ اور مایوسی جیسے پریشان کن امراض دور ہو جاتے ہیں۔

وضو کا بچا ہوا پانی: وضو کا بچا ہوا پانی پینے میں شفا ہے اس سلسلے میں ایک مسلمان ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ اس کا پہلا اثر مثانے پر پڑتا ہے پیشاب کی رکاوٹ دور ہوتی اور خوب کھل کر پیشاب آتا ہے۔ اس سے ناجائز شہوت سے خلاصی حاصل ہوتی ہے۔ جگر، معدہ اور مثانے کی گرمی دور ہوتی ہے، کسی برتن یا لوٹے سے وضو کیا ہو تو اس کا پانی کھڑا ہو کر پینا مستحب ہے۔

سارا فن طب ظنیات پر مشتمل ہے سائنسی تحقیقات حتمی نہیں ہوتیں بدلتی رہتی ہیں۔ ہاں اللہ اور اس کے رسول کے احکامات اٹل ہیں وہ نہیں بدلیں گے، ہمیں سنتوں پر عمل طبی فوائد کیلئے نہیں صرف رضا الٰہی عزوجل کی خاطر کرنا چاہیے لہذا اس لیئے وضو کرنا کہ میرا بلڈ پریشر نارمل ہو جائے یا میں تازہ دم ہو جاؤں گا یا ڈائٹنگ کیلئے روزہ رکھنا تا کہ بھوک کے فوائد حاصل ہوں سفر مدینہ اس لیے کرنا کہ آب و ہوا تبدیل ہو جائے گی گھر اور کاروباری جھنجھٹ سے کچھ دن سکون ملے گا یا دینی مطالعہ اس لئے کرنا کہ میرا ٹائم پاس ہو جائے گا۔ اس طرح کی سنتوں سے اعمال بجالانے والوں کو ثواب کہاں سے ملے گا، ہم عمل اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو خوش کرنے کیلئے کریں گے تو ثواب بھی ملے گا، اور ظاہری و باطنی طہارت اور فوائد بھی حاصل ہونگے۔

علاقہ میں فرقہ واریت کو ہوا دینے کیلئے اپنے نامہ اعمال کے چند اوراق سیاہ کر ڈالے۔ کیا آپ کے مسلکی اختلافی مسائل پر آپ کے علماء و فضلاء کی موٹی موٹی کتابیں مارکیٹ میں موجود نہیں ہیں۔ اگر واقعی فرقہ واریت کے داعی نہ ہوتے اور ملک میں عام حالات کے بجائے آج کے موجودہ مخدوش حالات میں آپ یہ فرقہ وارانہ انتہا پسندی والا کلام نہ کرتے اور اس رسالے کو پڑھ کر یا تو اس سے سبق ہدایت حاصل کرتے یا یہ کہہ کر رسالہ رکھ دیتے، کہ ہر کسی کو اپنا مسلک بیان کرنے کا حق حاصل ہے۔ یا شاید آپ کو آپ کے دینوی آقاؤں نے مجبور کر دیا ہوگا۔ بہرحال اس وقت آپ "تامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم" کا بالکل صحیح مصداق بنے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی نصیحت پر خود بھی عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر کسی کو فرقہ واریت سے بچائے جناب خواجہ صاحب بریلوی، دیوبندی، شافعی مالکی، حنبلی حنفی وغیرہ تو صرف ایک مذہبی نسبتیں ہیں جیسے سلفی اثری وغیرہ باقی دلائل اربعہ تو قرآن و حدیث، اجماع امت اور قیاس شرعی ہیں جن کو تمام مکاتب فکر مانتے ہیں۔ باقی کسی معتبر عالم دین کی قرآن وحدیث کی کسی تشریح یا وضاحت کو مان لینا اگر گناہ ہے تو یہ گناہ تو دن رات بلکہ ہم سے زیادہ آپ لوگ کر رہے ہیں، محسن اہل حدیث مولوی وحید الزمان لکھتے ہیں "ہمارے اہلحدیث بھائیوں نے ابن تیمیہ اور ابن قیم اور شوکانی اور شاہ ولی اللہ اور مولوی اسماعیل صاحب کو دین کا ٹھیکیدار بنا رکھا ہے جہاں کہیں کسی مسلمان نے ان بزرگوں کے خلاف کسی قول کو اختیار کیا۔ بس اس کے پیچھے پڑ گئے، برا بھلا کہنے لگے۔ بھائیو! ذرا تو غور کرو اور انصاف کرو۔ جب تم نے ابو حنیفہ اور شافعی کی تقلید چھوڑی تو ابن تیمیہ اور ابن قیم اور شوکانی جو ان سے بہت متاخر ہیں ان کی تقلید کی کیا ضرورت ہے (حیات وحید الزمان ص ۱۰۲) معلوم ہوا کہ آپ تو ہم سے بھی بڑے مقلد ہیں۔ ہم تو اپنے امام کی بہت سی باتیں اور اقوال نہیں مانتے بلکہ بہت سے مسائل میں ہم صاحبین کے اقوال پر فتویٰ دیتے ہیں اور ائمہ کے ایسے اقوال کو سہو و خطا گردانتے ہیں لیکن آپ تو ان سے بہت ہی چھوٹے اپنے اماموں کے اقوال کے خلاف سننا بھی گوارہ نہیں کرتے، جناب تقلید اور کیا ہوتی ہے؟ نیز ذرا یہ بھی وضاحت فرما دیں کہ کیا تقلید واقعی کوئی ناقابل تلافی جرم اور نہ بخشا جانے والا گناہ ہے مقلد کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا کائنات میں کوئی مقلد امام، محدث، مفسر، مجدد اور ولی اللہ بھی ہوا ہے؟ ذرا نشاندہی فرما دیں ویسے جن

محدثین و مفسرین کی کتب کے آپ حوالے لیتے اور دیتے ہیں ان میں سے کوئی حنفی کوئی شافعی، حنبلی یا مالکی تو نہیں ہے؟ باقی کوئی شخص اہل حدیث کس طرح ہو سکتا ہے، مثلاً اہل سنت، تمام سنتوں کو ماننے والا اور اہل حدیث، تمام حدیثوں کو ماننے والا، تمام سنتوں کو تو مانا جا سکتا ہے کیونکہ کوئی بھی سنت غلط نہیں ہو سکتی لہذا اہل سنت نام تو صحیح ہوا۔ لیکن تمام حدیثوں کو نہیں مانا جا سکتا کیونکہ حدیثیں تو ضعیف بھی ہوتی ہیں اور غریب بھی، شاذ بھی، مردود بھی، منکر بھی، موضوع بھی تو پھر ہر حدیث کو کس طرح مان لیں اور اہل حدیث نام کس طرح صحیح ہو سکتا ہے۔ ہاں محدثین کرام پر یہ لفظ بولے جائیں تو صحیح ہو سکتا ہے کہ وہ تمام حدیثیں جمع کرتے ہیں پھر ان میں سے فقہاء کرام صحیح غلط اور ناسخ و منسوخ کی چھانٹ کر لیتے ہیں اسی لئے محدثین کرام فقہاء کرام کو کہا کرتے تھے۔ "انتم الاطباء ونحن الصیادلۃ" کہ آپ طبیب ہیں اور ہم پنساری ہیں۔ ہمارے پاس زہر بھی ہے تریاق بھی لیکن یہ آپ ہی بہتر جانتے ہیں زہر کون سا ہے اور تریاق کون سا اور کس مرض کی دوا کیا ہے۔ لہذا ایک عام آدمی کیلئے تو اہلحدیث ہونا ہی ناممکن بلکہ غلط ہے، ویسے بھی اہلحدیث نام یہ تو آپ کو آج سے تقریباً ڈیڑھ صدی پہلے مولوی محمد حسین بٹالوی کی درخواست پر حکومت برطانیہ نے آپ کی وفاداریوں کے بدلے میں عطا کیا تھا لہذا ہم کو برطانوی انعام کو اپنے گلے کا ہار بنانے کا کوئی شوق نہیں ہے یہ انگریزوں کا انعام آپ ہی کو مبارک ہو۔ یہ آپ کو کسی نے غلط بتایا ہے کہ فقہ قرآن وحدیث سے علیحدہ یا اس کے برعکس کوئی چیز ہے در حقیقت فقہ کا معنی سمجھ ہے جیسا کہ فرمان نبوی ہے۔ "من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین" کہ جس کی بہتری کا اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتے ہیں اس کو دین کی فقہ یعنی سمجھ دے دیتے ہیں جیسا کہ محدثین کا یہ فقرہ بھی زبان زد عام ہے فقہ البخاری فی تراجمہ۔ کہ امام بخاری کی فقہ ان کے ترجمۃ الباب میں ہوتی ہے اور امام بخاری اپنی فقہ کو ثابت کرنے کیلئے کوئی آیت یا حدیث یا اثر پیش کرتے ہیں، اسی طرح دیگر ائمہ کی فقہ بھی قرآن وحدیث سے مستنبط ہے۔ امام بخاری کی فقہ جائز ہے تو ان سے افضل ائمہ کی فقہ کیوں جائز نہیں ہے اور پھر آپ تو ائمہ اربعہ کے خادم ہیں اور ان کو امام اور مجتہد اور دین کا خادم بھی مانتے ہیں اور کوئی خادم تو قرآن وحدیث کی مخالفت کا سوچ بھی نہیں سکتا، باقی امام مہدی تشریف لائیں یا حضرت عیسیٰ۔ وہ آپ کو قرآن وحدیث کے ساتھ من مانی کرنے کی کبھی بھی اجازت نہیں

یدین نہ کیا، اس سے پہلے بھی کرتے رہے اور ان دنوں کے بعد بھی کرتے رہے جو کہ دیگر لوگوں نے دیکھا اور بیان بھی کیا۔ اسی طرح ان دنوں میں آپ سجدوں میں رفع یدین کرتے رہے تو جناب وائل نے بیان کر دیا، لیکن پہلے بھی نہ کیا اور بعد میں بھی نہ کیا لہذا باقی لوگوں نے نہ دیکھا تو بیان نہ کیا۔ یا پھر کبھی آپ کر لیتے تھے اور کبھی نہ کرتے تھے۔ اگر ایسا ہے تو پھر اس عمل کی شرعی حیثیت کیا رہ جائے گی۔ قارئین کرام یہ ہیں ان حضرات کی بزعم خود، مرفوع غیر مجروح، صحیح اور صریح روائتیں لیکن صد افسوس کہ ان پر بھی ان کا اپنا ایمان نہیں ہے۔ آخر اہل مولوی جو ہوئے۔ محدث و مفسر و ملہم اہلحدیث مولوی وحید الزمان گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے کے مطابق نعرۂ حق بلند کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں'' غیر مقلدوں کا گروہ جو اپنے تئیں اہلحدیث کہتے ہیں انہوں نے ایسی آزادی اختیار کی ہے کہ مسائل اجماعی کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ نہ سلف صالحین اور صحابہ اور تابعین کی۔ قرآن کی تفسیر صرف لغت سے اپنی من مانی کر لیتے ہیں حدیث شریف میں جو تفسیر آچکی ہے اس کو بھی نہیں مانتے (حیات وحید الزمان ص ۱۰۲) پھر خواجہ صاحب لکھتے ہیں منسوخی اور ترک کی کوئی صحیح، مرفوع، صریح غیر مجروح قولی یا فعلی حدیث اس کائنات میں موجود نہیں ہے۔ واہ جی خواجہ صاحب۔ کتاب تحقیق رفع یدین سامنے رکھی ہے اور آنکھیں بند کر کے غلط بیانی کر رہے ہیں۔ خلیل صاحب لکھتے ہیں'' میرے سامنے ایک کتاب دیکھنے میں آئی'' چشم بد دور۔ ماشاءاللہ یہ بھی ایک علمی شاہکار اور ادبی فن پارہ ہے۔ پھر لکھتے ہیں'' دار التبلیغ آستانہ حضرت عالیہ کیلیانوالہ۔ گوجرانوالہ کی شائع کردہ ہے'' جناب کتاب کے ٹائٹل پر جہاں سے آپ نے یہ پڑھا ہے وہاں تو اس طرح لکھا ہے دار التبلیغ آستانہ عالیہ کیلیانوالہ شریف۔ آخر آپ کو ''حضرت'' جو کہ نیک لوگوں کے ساتھ لکھا جانا امت مسلمہ کا معمول ہے اور شریف کا لفظ بھی کوئی غیر شرعی یا غیر اخلاقی نہیں ہے، ان الفاظ سے آپ کیوں گھبرائے گئے، پھر لکھتے ہیں۔ عدم رفع یدین کے وہی پرانے سوالات۔ جناب کیا ہر زمانے میں آپ کی طرح نئے عقائد ہی گھڑنے چاہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو دلائل اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور ربوبیت پر اس وقت قائم کیے تھے۔ آج تو ان دلائل کو بیان نہیں کیا جا سکتا؟ پھر لکھتے ہیں'' اور اہل حدیث ہر دور میں ان کا منہ توڑ جواب دیتے رہے ہیں'' بالکل جیسے کہ آپ نے منہ توڑ جواب نقل فرمائے ہیں، عوام کو دھوکہ دینے کیلئے ایسا کہتے رہیں۔ چاہے ہمارے دلائل قاہرہ سے ٹکرا ٹکرا کر منہ کے ساتھ ساتھ دل و دماغ بھی زخمی اور ٹیڑھا ہو چکا ہو۔ منہ توڑ جواب تو خیر دور کی بات ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۳ والے مضمون ''اکابرین اہل حدیث کی مسئلہ رفع یدین میں ٹکریں'' کا ہی کوئی معقول جواب دے دیا ہوتا۔ یا دوسرے باب ''مخالفین کے دلائل کا اجمالی جائزہ'' کا کوئی معقول جواب دے کر اپنے مسلک کی لاج رکھ لی ہوتی۔ پھر لکھتے ہیں۔ اٹھیے فرقہ بندی ختم کیجئے۔ نہ کوئی بریلوی باقی رہے نہ دیوبندی۔ نہ شافعی نہ حنفی، نہ مالکی رہے نہ کوئی مقلد سب مل کر قرآن و حدیث کے ماننے والے اہل حدیث بن جائیں'' جناب فرقہ واریت کا سہرا تو آپ کے سر ہے موجودہ حکومت نے بھی بہت دیر کر کے آپ پر ہی پابندیاں لگائی ہیں کیا کوئی ہم پر بھی پابندی لگی ہے اور اخبارات بلکہ غیر ملکی مبصرین نے بھی یہ حقیقت واشگاف الفاظ میں تسلیم اور تحریر کی ہے کہ پاکستان میں اگر کوئی امن پسند جماعت ہے تو صرف اور صرف سنیوں کی جماعت ہے۔ للہ الحمد۔ اگر آپ واقعی فرقہ واریت ختم کرنا چاہتے تھے اور امن کے داعی تھے تو ہمارا ایک یہ چھوٹا سا رسالہ دیکھ کر آپ برداشت نہ کر سکے اور جواب نہ ہوتے ہوئے بھی جواب لکھنے کی ناکام جسارت کیلئے ہاتھ پاؤں مارنے شروع کر دیئے اور اپنے

جناب وائل کی اس آخری دور کی روایت میں سجدہ کرتے وقت اور سجدہ سے اٹھتے وقت تو رفع یدین کا ذکر ہے لیکن جناب وائل کی کسی بھی حدیث میں تیسری رکعت کے رفع یدین کا ذکر نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ اس واقعہ یعنی تکمیل دین کی آیت کے نزول کے بعد کسی حکم میں کوئی تبدیلی بھی نہیں ہوئی تو پھر حضرت وائل کا بیان کردہ سجدوں کا رفع یدین کب منسوخ ہو گیا اور اس روایت میں نہ بیان ہونے والا تیسری رکعت کا رفع یدین کب شروع ہو گیا۔-------------

کیا جاتا ہے۔ بخاری و مسلم کے ثقہ راوی جناب ابوبکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی ایک فقیہ بھی ایسا نہیں دیکھا جو نماز میں پہلی تکبیر کے علاوہ رفع یدین کرتا ہو (طحاوی جلد ۱ ص ۲۲۸) محدث نیموی فرماتے ہیں ۔جناب سیدنا ابوبکر صدیق، جناب سیدنا عمر فاروق، جناب سیدنا عثمان ذو النورین، جناب سیدنا علی المرتضےٰ رضی اللہ عنھم اجمعین سے پہلے تکبیر کے علاوہ پوری نماز میں کہیں بھی رفع یدین کرنا ثابت نہیں (آثار السنن ص ۲۱۵) جناب امام مالک متوفی ۱۷۹ھ فرماتے ہیں کہ نماز میں میں سوائے ابتدائے نماز کے کسی مقام پر رفع یدین کو جانتا ہی نہیں ہوں (مدونہ کبریٰ جلد ۱ ص ۶۸) جناب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عشرہ مبشرہ۔ (یعنی دس صحابہ کرام جن کو جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کی زندگی میں جنت کی بشارت عطا فرما دی تھی۔

۱.........جناب سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۲.........جناب سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۳.........جناب سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۴.........جناب سیدنا حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۵.........جناب سیدنا حضرت طلحہ بن عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۶.........جناب سیدنا حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۷.........جناب سیدنا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۸.........جناب سیدنا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۹.........جناب سیدنا حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

۱۰.........جناب سیدنا حضرت ابوعبیدہ عامر بن عبداللہ الجراح رضی اللہ عنھم اجمعین) وہ سب کے سب ابتدائے نماز کے علاوہ کسی مقام پر رفع یدین نہیں فرماتے تھے (عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۵ ص ۲۷۲، شرح سفر السعادت ۲۶) جناب سیدنا عمر فاروق مراد رسول رضی اللہ عنہٗ کے متعلق علیحدہ روایت بھی ہے کہ آپ ابتدائے نماز میں کہیں بھی رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ ص ۲۳۷، طحاوی جلد ۱ ص ۲۲۷، کنز العمال جلد ۴ ص ۲۰۳، سنن الآثار ص ۲۰۷) صاحب سنن الآثار فرماتے ہیں یہ اثر صحیح ہے نیز محدث ماردینی فرماتے ہیں اس کی سند امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے (جوہر النقی بامش علی البیہقی جلد ۱ ص ۷۵) محدث کبیر امام طحاویؒ اس روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں (اے دوران نماز رفع یدین کرنے پر اصرار کرنے والے شخص) کیا تو سمجھتا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو رکوع اور سجدہ کے وقت رفع یدین کرتا اور لوگوں نے تو دیکھ لیا لیکن جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ کو جناب رسول ﷺ کی سنت (اگر تیرے خیال میں حضور پرنور ﷺ ہمیشہ رفع یدین فرماتے رہے ہیں) کے خلاف کرنے پر ٹوکا کیوں نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سنت کے خلاف عمل کرتے دیکھ کر خاموش رہنا تو محال ہے۔ لہٰذا جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا صحابہ کرام کے سامنے بغیر رفع یدین کے نماز پڑھنا اور کسی ایک صحابی کا آپ پر اعتراض نہ کرنا اس بات کا پختہ ثبوت ہے کہ آپ کا بغیر رفع یدین کے نماز پڑھنا بالکل صحیح ہے (شرح معانی الآثار جلد ۱ ص ۲۲۷) اسی طرح جناب سیدنا علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہٗ کے متعلق ایک علیحدہ روایت بھی ہے کہ آپ پوری نماز میں ابتدائے نماز کے علاوہ کسی بھی جگہ پر رفع یدین نہیں فرماتے تھے (طحاوی جلد ۱ ص ۱۵۲) نیز فرماتے ہیں کہ اس روایت کی سند امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے (عینی شرح بخاری جلد ۱ ص ۲۷۳، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ ص ۲۳۶، بیہقی جلد ۲ ص ۸۹، موطا امام محمد ص ۹۵) محدث ترکمانی فرماتے ہیں کہ اس کے راوی کے ثقہ ہیں، (جوہر النقی بامش علی البیہقی جلد ۲ ص ۷۸) محدثین کرام اس صحیح اور ثقہ روایت پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے گھر کے فرد، آپ کے داماد اور قریب ترین صحابی جناب سیدنا علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہٗ کا دوران نماز رفع یدین نہ کرنا بھی رفع یدین کے منسوخ ہونے کی ایک پختہ دلیل ہے، (طحاوی جلد ۱ ص ۲۲۵، جوہر النقی جلد ۲ ص ۷۹، آثار السنن ص ۲۱۰) اسی طرح مشہور صحابی رسول جناب عبداللہ بن مسعود بھی پوری نماز میں ابتدائے نماز کے علاوہ کسی مقام پر رفع یدین نہیں فرماتے تھے (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ ص ۲۳۲، مصنف عبدالرزاق جلد ۲ ص ۵۱۰، طحاوی جلد ۱ ص ۲۲۷، موطا امام محمد ص ۹۷) اس لئے جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہٗ کو دیکھ کر آپ ﷺ کی اتباع میں آپ کے تمام شاگرد اور جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہٗ کے تمام شاگرد بھی ابتدائے نماز کے علاوہ پھر پوری نماز میں کسی مقام پر بھی دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ ص ۲۳۶ جوہر النقی جلد ۲ ص ۷۹) نیز فرمایا کہ اس روایت کی سند صحیح اور بہت اعلیٰ ہے۔ (آثار السنن ص ۲۱۲ نیز فرمایا کہ اس کی سند صحیح ہے موطا امام محمد ص ۹۵، طحاوی جلد ۱ ص ۲۲۵) بلکہ ایک مرتبہ صحابہ کرام کے جم غفیر کے سامنے جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہٗ نے بغیر رفع یدین کے نماز پڑھی اور دعویٰ

جاری ہے

دیں گے۔ اور پھر انبیاء و اولیا کیساتھ آج جو معاندانہ اور سوقیانہ رویہ آپ اینڈ کو کا ہے۔ وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی کے ساتھ ہو گا، یقیناً صلحاء تو وہ ہیں تو جو لوگ ان کی عقیدت و محبت میں ان کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے یا ان کے نقش قدم پر چلنا چاہیں گے ان پر ''صلحاء پرستی'' کا فتویٰ لگا کر آپ لوگ ان کو کافر و مشرک کہہ دیں گے اور ان کے آستانوں کو ''شرک کے اڈے'' کہہ کر ان کو ختم کرنے کے درپے ہو جائیں گے۔ آگے خواجہ صاحب لکھتے ہیں (اگر کسی موقع پر انفرادی اختلاف ہو جائے تو اسے فرقہ بندی کی شکل نہ دیں بلکہ دونوں اختلافوں کو کالعدم قرار دیکر مسلمانوں کیلئے کھلا راستہ چھوڑ دیں) لیکن یہاں تو اس انفرادی اختلاف کو جنگل کی آگ کی سی ہوا دی جارہی ہے حالانکہ آپ کے بڑے بھی منع کر چکے ہیں لیکن آپ تو صرف سامنے والوں کی ہی مانتے ہیں اور تعصب و عناد کے تحت اپنے بڑوں کو بھی نہیں مانتے۔ نیز پاکستانی حاجی صاحبان کو اردو زبان اور گتے کے ڈبے میں پیک پانچ کتابوں کا ایک سیٹ ''ہدیہ'' کے نام پر منجانب وزارت اسلامی امور اوقاف و دعوت وارشاد مملکت سعودی عرب دیا جاتا ہے۔ ان میں ایک کتاب ہے تعلیم الصلاۃ۔ مؤلفہ ڈاکٹر عبداللہ بن احمد الزید جس کا سلسلہ طباعت نمبر ۲۳۱ ہے مؤلف ڈاکٹر صاحب اس کے مقدمہ میں لکھتے ہیں ''میں نے نماز کے اہم مسائل کو قرآن و سنت سے ماخوذ شرعی دلائل کی روشنی میں جمع کر دینا مناسب سمجھا جن کا بجالانا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے اور ان تمام اختلافی مسائل اور تفصیلی تحقیقات کو ترک کر دیا ہے جن کی ایک عام نمازی کو ضرورت نہیں'' اس میں نماز کا طریقہ بیان کرتے وقت انہوں نے فاتحہ خلف الامام کا ذکر کیا ہے اور نہ ہی رفع یدین کا ذکر کیا ہے معلوم ہوا کہ وزارت السلامی امور و اوقات و دعوت وارشاد سعودی عرب کے علماء محققین کے نزدیک بھی مسئلہ رفع یدین کوئی ضروری مسئلہ نہیں ہے اور ان کے خیال میں عوام الناس کو اس کی چنداں ضرورت نہیں ہے لیکن آپ کو اپنے ناخداؤں کا بھی کچھ پاس نہیں ہے اور آپ اپنا تمام زور اسی مسئلہ پر خرچ کر رہے ہیں جس کے متعلق شاہ ولی اللہ صاحب لکھ چکے ہیں کہ رفع یدین ان حیات میں سے ہے جس کو نبی کریم ﷺ نے کبھی کیا ہے اور کبھی ترک کیا ہے اور دونوں میں سے ہر ایک سنت ہے اور انہیں صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کی ایک جماعت نے اختیار کیا ہے (حجۃ اللہ البالغہ جلد ۲ ص ۱۳) آپ کے شیخ الکل فی الکل مولوی نذیر حسین صاحب بھی کہتے ہیں رفع یدین کرنا اور نہ کرنا دونوں ہی اوقات مختلفہ میں جناب رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت ہے اور دونوں کے پاس دلائل موجود ہیں (فتاویٰ نذیریہ جلد ۱ ص ۴۴۱، فتاویٰ اہلحدیث جلد ۲ ص ۱۴۰) برصغیر میں غیر مقلدیت کے بانی یا شارح ثانی یعنی اکابرین غیر مقلدین اقرار کر رہے ہیں کہ رفع یدین نہ کرنے والوں کے پاس بھی دلائل ہیں اور رفع یدین نہ کرنا بھی حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ایک وقت میں ثابت ہے تو پھر اصاغر غیر مقلدین اس حقیقت کو کیوں تسلیم نہیں کر رہے یا شائد علم و عرفان کے جو اسرار و رموز ان اصاغر پر ظاہر ہو گئے ہیں اس سے ان کے اکابرین لاعلم ہی رہے ہیں فیا للعجب۔ مفتی اہلحدیث مولوی عبداللہ غزنوی لکھتے ہیں'' حافظ ابن قیم نے زادالمعاد میں لکھا ہے کہ یہ ایک ایسا اختلافی مسئلہ ہے کہ جس میں نہ کرنے والے کچھ کہہ سکتے ہیں اور نہ۔ نہ کرنے والے کچھ کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ حضور ﷺ نے رفع یدین کیا بھی ہے اور ترک بھی فرمایا ہے اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ (جن کے غیر مقلد کہلانے والے بھی مقلد ہیں) فرماتے ہیں کہ سلف صالحین سے دونوں طرح کا ثبوت ملتا ہے'' (فتاویٰ غزنویہ ص ۳۹، بحوالہ فتاویٰ علماء اہلحدیث جلد ۳ ص ۱۵۱) امام ابو محمد ابن حزم لکھتے ہیں یہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ہر اونچ نیچ پر رفع یدین کیا اور یہ بھی صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نہیں کیا (محلی ابن حزم جلد ۴ ص ۲۳۵) لہذا دونوں طریقے اپنے اپنے وقت میں سنت ثابت ہوئے محدث و مفسر و محسن وملہم غیر مقلدین مولوی وحید الزمان لکھتے ہیں رفع یدین کرنا اور نہ کرنا دونوں درست ہیں اختلاف صرف فضیلت میں ہے (شرح موطا امام مالک ص ۲۷) غیر مقلدین حضرات کے متفقہ امام مولوی اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں رفع یدین سنت غیر موکدہ لہذا رفع یدین نہ کرنے والے پر کوئی اعتراض نہیں کیا جا سکتا اگرچہ وہ تمام عمر میں ایک دفعہ رفع یدین نہ کرے (تنویر العینین ص ۵) امام بخاری نقل فرماتے ہیں کہ جناب عبداللہ بن عامر تابعی نے اپنے بھائی کو رفع یدین کرنے پر کوڑا مارا تھا (جزء رفع یدین گرجاکھی ص ۳۳) معلوم ہوا کہ دور تابعین میں بھی رفع یدین کا عام معمول نہیں تھا۔ نیز امام بخاری ہی نقل فرماتے ہیں محارب بن دثار تابعی نے رفع یدین کرتے دیکھا تو آپ حیران ہو گئے اور پوچھنے لگے یہ کیا (جزء رفع یدین گرجاکھی ص ۳۶) اس روایت سے پہلی سے بھی زیادہ شدت سے مذکورہ بات واضح ہو رہی ہے حیرانی ہے کہ یہ سب کچھ خود نقل کرنے کے بعد اجماع کا دعویٰ کس منہ سے

انگریزی ترجمہ کرایا تھا اور کہا تھا۔

''میں پاکستان میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نظام لانا چاہتا ہوں''۔(۴)

ثریا کے۔ایچ۔خورشید کہتی ہیں۔

''ایک بار مسلم لیگ کے جلسے میں کسی نے قائداعظم سے پوچھا کہ ''پاکستان میں کیسی حکومت ہوگی؟ اس کے جواب میں انہوں نے کہا تھا کہ ''پاکستان میں ایک اسلامی حکومت ہوگی اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسا حکمران اور نظام پاکستان میں رائج ہوگا۔ اس کا مطلب ہے کہ پاکستان میں انصاف اور اخوت کا نظام ہوگا جس میں کوئی بڑا یا چھوٹا نہیں ہوگا، اپنی قابلیت اور اہلیت کی بناء پر سب کو ان کا حق ملے گا۔''(۴)

قائداعظم علیہ الرحمۃ نے انگلستان سے واپسی کے بعد کھلے لفظوں میں ظفر علی خان اور سردار عبدالرب نشتر کی موجودگی میں نظریہ پاکستان کے بارے میں ایک اعلان فرمایا۔ جس کا ایک اقتباس یہ تھا۔

''برطانیہ، امریکہ اور یورپ کے سارے بڑے بڑے سیاستدان مساوات کا راگ الاپتے ہیں .... روس کا نعرہ بھی مساوات اور ہر مزدور اور کاشتکار کیلئے روٹی، کپڑا اور سر چھپانے کی جگہ (مکان) مہیا کرنا ہے .... مگر یورپ کے بڑے بڑے سیاستدان عیش وعشرت کی جو زندگی بسر کرتے ہیں وہ وہاں کے غریبوں کو نصیب نہیں .... محمد علی جناح کا لباس اتنا قیمتی نہیں جتنا قیمتی لباس یورپ کے بڑے بڑے لوگ اور روس کے لیڈر زیب تن کرتے ہیں .... نہ محمد علی کی خوراک اتنی اعلیٰ ہے جتنی سوشلسٹ اور کمیونسٹ لیڈروں اور یورپ کے سرمایہ داروں کی ہے .... ہمارے پیغمبر ﷺ اور خلفائے راشدین (رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) نے سارا اختیار ہوتے ہوئے خود غریبانہ زندگی بسر کی مگر رعایا کو خوش اور خوش حال رکھا''۔(۶)

۲۶ نومبر ۱۹۴۶ء کو اورنگزیب عالمگیر روڈ، نئی دہلی، میں قائداعظم علیہ الرحمۃ کی قیام گاہ پر تحریک پاکستان کے ایک اہم کارکن ڈاکٹر سید بدر الدین احمد نے آپ سے ملاقات کی۔ اور پھر قائداعظم علیہ الرحمۃ سے مصروف گفتگو ہوگئے .... دوران گفتگو قائداعظم علیہ الرحمۃ نے فرمایا!

''خلافت راشدہ نے جو نظام مالیات قائم کیا تھا، وہ ہر شخص کی خوشحالی اور فارغ البالی کی ضمانت دیتا ہے اور آج میں یہ سمجھتا ہوں کہ کوئی نظام معیشت اس سے بہتر نہیں، یہی نہیں کہ خلافت راشدہ کے عہد میں لوگوں کو اپنی ضروریات زندگی کیلئے پریشان نہ ہونا پڑا، بلکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ محمد تغلق، اورنگزیب عالمگیر، شیر شاہ سوری جیسے مقتدر بادشاہوں کے دور حکومت میں بھی لوگ سکھ چین اور عیش وآرام کی زندگی بسر کرتے رہے اور لوگوں کی آزادی اظہار رائے اور بنیادی حقوق چھیننے کی کبھی کوشش نہ کی گئی، ان کے مقابلے میں برطانیہ، امریکہ اور روس کے قوانین ہیچ ہیں''۔(۷)

قائداعظم علیہ الرحمۃ کی دلی خواہش تھی کہ پاکستان میں عہد فاروقی رضی اللہ عنہ کی تصویر عملی طور پر کھینچی جائے، ۲۱ مارچ ۱۹۴۸ء کو آپ نے بعض عناصر کو مخاطب کر کے فرمایا!

''پاکستان قائم ہو چکا ہے اور یہ مسلمانوں کی قربانیوں سے بنا ہے۔ پاکستان کے مقاصد میں کامیاب ہونے کیلئے ضروری ہے کہ مسلمانوں میں مکمل اتحاد، اتفاق ہو۔ ہمارا خدا (جل شانہٗ)، رسول (ﷺ)، کلمہ، (طیبہ) اور قرآن (پاک) ایک ہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہم ایک ہو کر اپنے ملک اور مذہب کی اشاعت اور ترقی کیلئے انتھک جدوجہد نہ کریں .... اگر آپ نے مکمل اتحاد و تعاون اور صحیح اسلامی جوش وخروش سے کام لیا تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے پاکستان جلد ہی دنیا کے عظیم ترین ممالک میں شمار ہونے لگے گا .... تعمیر پاکستان کیلئے مسلمانوں کے تمام عناصر اور طبقوں میں یکجہتی اور اتحاد ضروری ہے۔

میں نے مسلمانوں اور پاکستان کی جو خدمت کی ہے وہ اسلام کے ایک ادنیٰ سپاہی اور خدمت گزار کی حیثیت سے کی ہے، اب پاکستان کو دنیا کی عظیم قوم اور ترقی یافتہ ملک بنانے کیلئے میرے ساتھ مل کر جدوجہد کریں۔

میری آرزو ہے کہ پاکستان صحیح معنوں میں ایک ایسی مملکت بن جائے کہ ایک بار پھر دنیا کے سامنے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سنہری دور کی تصویر عملی طور پر کھینچ جائے۔ خدا (تعالیٰ) میری اس آرزو کو پورا کرے۔(۸)

قائداعظم علیہ الرحمۃ نے ہمیشہ پیغمبر اعظم حضرت محمد ﷺ اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے حوالے سے اخوت، مساوات، بنیادی حقوق، آزادی اور اخلاقی جمہوریت کا درس دیا .... آپ علیہ الرحمۃ کی نظروں کے سامنے ایران کے رضا شاہ پہلوی اور سعودی نجدی بادشاہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین — علیہ الرحمۃ

خلفائے راشدین قائداعظم کی نظر میں

سید صابر حسین بخاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وہ ابوبکر و عمر اور وہ عثمان و علی
خدمت دیں سے ہیں مخدوم ہمارے سارے
یہی اصحاب محمد ﷺ تھے جنہوں نے واللہ
طاقت حق میں ہی ایام گزارے سارے

(غلام دستگیر نامی)

تمام عالم کے محسن اعظم، رحمت عالم، نور مجسم، حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کے بعد خلیفہ اول بلا فصل، خلیفہ برحق و امام مطلق، حضرت سیدنا ابوبکر، صدیق اکبر، عتیق اطہر رضی اللہ عنہ (وصال ۲۲ جمادی الاخری ۱۳ھ)۔۔۔۔ پھر حضرت سیدنا فاروق اعظم (شہادت ۲۹ ذوالحجہ ۲۳ھ)۔۔۔۔ پھر حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ (شہادت ذوالحجہ ۳۵)۔۔۔۔ پھر سیدنا حضرت علی المرتضیٰ حیدر کرار رضی اللہ عنہ (شہادت ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ھ)۔۔۔۔ پھر چھ مہینے کیلئے حضرت سیدنا حسن مجتبیٰ نواسہ رسول رضی اللہ عنہ (شہادت ۵۰ھ) خلیفہ ہوئے۔ ان حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور ان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی خلافت کو خلافت راشدہ کہتے ہیں کہ انہوں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے حضور پرنور، رسول اکرم ﷺ کی سچی نیابت کا پورا حق ادا فرمایا۔ اہل سنت و جماعت خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت کو خلافت حقہ سمجھتے ہیں اور سب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو عادل جانتے اور مانتے ہیں۔(۱)

خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا مبارک زمانہ ایک اسلامی فلاحی مملکت، معاشی اور معاشرتی انصاف کی ایک ایسی زندہ مثال ہے جسے تاریخ عالم میں منفرد حیثیت حاصل ہے۔

اسلامی حکومتوں نے ہر دور میں خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روشنی و رہنمائی حاصل کی ہے۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کے عظیم قائد محمد علی جناح علیہ الرحمہ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش نہ کرتے۔ آپ علیہ الرحمۃ نے ان حضرات قدسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی سیرت کا بھرپور مطالعہ کیا اور ان رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار بھی کیا۔ آیئے دیکھیں کہ ان کو خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے کس درجہ عقیدت تھی اور ان کی نظر میں خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا کیا مقام و مرتبہ تھا۔

شریف الدین پیرزادہ اپنے مشاہدے کی بناء پر کہتے ہیں۔

''رسول اللہ ﷺ کی سیرت پاک کے علاوہ چاروں خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی زندگیوں پر بھی انگریزی میں ان کے پاس کئی کتابیں تھیں۔ شبلی کی ''الفاروق'' (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی پہلی جلد کا جو ترجمہ ظفر علی خان نے انگریزی میں کیا تھا اس کا مطالعہ انہوں نے بہت انہماک سے کیا تھا۔ قائداعظم، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایڈمنسٹریشن (انتظام) کے بہت قائل تھے۔ انہوں نے کئی مسلم لیگی لیڈروں سے اپنے اس تاثر کا اظہار کیا۔''(۲)

پروفیسر محمد منور مرزا بھی اسی قسم کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''پیغمبر اسلام ﷺ کی زندگی اور چاروں خلفاء (راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کی سوانح پر ان کے پاس انگریزی زبان میں کئی کتابیں تھیں۔ قائداعظم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایڈمنسٹریشن (نظم حکومت) سے بہت متاثر تھے''۔(۳)

تحریک پاکستان کے ایک کارکن سردار شوکت حیات کی زبانی سنیے۔

''قائداعظم پہلے ہی خلفائے راشدین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کا نظام قائم کرنے کا فیصلہ کر چکے تھے۔ قائداعظم نے جناب شریف الدین پیرزادہ سے علامہ شبلی کی ''الفاروق'' (رضی اللہ عنہ) کے دوسرے حصے کا جس میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے طرز حکومت کی تفصیل دی گئی ہے کا

ترتیب بھی تھی۔ جبکہ رافضی خلفائے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی شان اقدس میں غلیظ الفاظ استعمال کرتے ہیں اور خلیفہ چہارم حضرت علی مشکل کشا رضی اللہ عنہ کو وصی رسول اللہ، خلیفہ اول بلا فصل کہتے ہیں۔ جب اہل سنت و جماعت (اور دیگر کئی فرقے بھی) خلیفہ حضور انور، حضرت ابوبکر، صدیق اکبر، عتیق اطہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "خلیفہ اول بلا فصل" تسلیم کرتے ہیں۔

ہاں خارجی لوگ یوم علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو شعار شیعہ اور تشبہ بالروافض کہتے ہیں، کیونکہ ان کے نزدیک خلافت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے یزید پلید کی حکومت کو افضل ماننا............ اور باب مدینۃ العلم رضی اللہ عنہ کی غلطیاں نکالنا ضروری ہے............ بلکہ وہ شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کا مذاق اڑاتے............ اور اپنے امیر المومنین یعنی یزید پلید کے گن گاتے ہیں۔ (۱۲) (نعوذ باللہ)

الحاصل جس کے دل میں ان حضرات قدسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی محبت نہیں۔ اس کا دل ایمان سے خالی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے طفیل اہل بیت عظام اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی سچی محبت نصیب فرمائے............ آمین! بجاہ سید المرسلین ﷺ واصحابہ اجمعین۔

جہان کتاب

غلام مصطفیٰ بشیر احمد
(شکر گڑھ)

☆ **رسائل مجدد الف ثانی:** حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ عالم اسلام کی نامور شخصیت ہیں جن کے عرفان و وجدان نے مسلمانوں میں تازہ روح بیدار کر دی۔ آپ کے مکتوبات شریفہ نے زمانے کو انقلاب اسلامی کی دولت سے ہمکنار کیا، اسی طرح آپ کے حکمت مآب رسائل، رسالہ تہلیلیہ رد روافض، اثبات النبوۃ، معارف لدنیہ، مبدء معاد" کا بھی علمی و فکری دنیا میں منفرد نام ہے۔ اب ان معرفت آشنا رسالوں کو مولانا غلام مصطفےٰ صاحب نے مرتب و مدون کر کے اہل محبت کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ پہلے تین رسالوں کا اردو ترجمہ انہوں نے خود کیا اور باقی دو کا ترجمہ مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب اور مولانا اقبال احمد فاروقی نے کیا ہے، قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور نے نہایت دیدہ زیب ٹائٹل اور عمدہ کاغذ کے ساتھ ان رسائل کو شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے، امید ہے کہ اہل ذوق حضرات ان رسائل معرفت سے اپنی تشنہ کامیوں کو کافور کریں گے۔

ہدیہ: 120 روپے۔

☆ **ختم نبوت زندہ باد:** یہ کتاب قرآن و حدیث، تورات، زبور، انجیل، صحابہ کرام علمائے امت، اولیا ملت اور عظیم شعراء کے اقوال و افکار کی روشنی میں تحریر کی گئی ہے، جو علماء و طلباء کیلئے مفید ہے۔ طرز تحریر نہایت ایمان افروز ہے، ٹائٹل اور کاغذ کا خصوصی خیال رکھا گیا ہے، امید ہے کہ ختم نبوت کی بارگاہ میں نذرانہ محبت شرف قبول حاصل کرے گا، اور ختم نبوت کے پروانوں کو سامان تسکین فراہم کرے گا، ہدیہ: 120 روپے۔

☆ **زبان میری ہے بات ان کی:** یہ کتاب مخالفین اہلسنت کیلئے اتمام حجت کے طور پر رقم کی گئی ہے، اس میں سنی عقائد و اعمال کو مخالفین کے حوالوں سے ثابت کیا گیا ہے اور سوال کیا گیا ہے کہ دیکھئے ہمیں کافر و مشرک کہنے والے خود اس کفر و شرک میں کس قدر ملوث ہیں، کتاب میں چونکا دینے والی معلومات کا ذخیرہ جمع کر دیا گیا ہے اس کتاب کو بھی مولانا غلام مصطفےٰ مجددی صاحب نے تحریر کیا ہے۔ ہدیہ: 100 روپے۔

پتہ: قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور۔

☆ **تذکرہ مجددین اسلام:** مولانا غلام مصطفےٰ مجددی کے قلم سے نکلی ہوئی تحقیقی کتاب "چودہ صدیوں میں جن عظیم لوگوں نے اسلام کو اپنے خون جگر سے پروان چڑھایا، ان کے کردار، اوصاف علوم و معارف اور ان کے تجدیدی کارناموں کا خوبصورت تذکرہ تاریخ اسلام میں پہلی مرتبہ تفصیل کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ ہدیہ: 120 روپے

☆ **اہل بیت اور امام ابوحنیفہ:** بعض سازشی عناصر اہل بیت اطہار اور حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہم کے درمیان معاصرت کی تلخیاں ثابت کرتے ہیں، (معاذ اللہ) اس کتاب میں مولانا غلام مصطفےٰ مجددی صاحب نے ان کے تمام شکوک و شبہات کو تحقیق کی روشنی میں دور کر دیا اور اہل بیت کے ساتھ حضرت امام کے عظیم تعلقات کو مخالفین کی کتابوں سے ثابت کیا ہے،

ہدیہ: 30 روپے۔ پتہ:...... مکتبہ جمال کرم، دربار مارکیٹ لاہور۔

کی بادشاہت وملوکیت کے نمونے تھے مگر آپ علیہ الرحمۃ نے ان کو کبھی درخور اعتناء نہ سمجھا۔ اس لئے بعض ٹولے ان علیہ الرحمۃ کے ذہنی طور پر مخالف تھے اور ہیں.......... بعض گروہ جو خوارج کی سی آزادی کے دلدادہ ہیں اور انبیاء کرام و اولیاء عظام (علیہم الصلوٰۃ والسلام ورضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) سے محبت وعقیدت کو "شخصیات پرستی" قرار دیتے ہیں، آج خود "ملوکیت پرستی" اور "آمریت پرستی" میں بری طرح مبتلا ہیں۔

منشی عبدالرحمن خان لکھتے ہیں!

"قائداعظم عام طور پر طلباء کو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے یونین ہال (ڈرائنگ روم) میں ملنے کا وقت دیتے تھے۔ اکثر صاحبان آپ سے وہیں ملتے، سوالات کرتے اور تشفی بخش جواب پاتے، اہل تشیع (شیعہ حضرات) میں ایک صاحب کو یہ بات گراں گزر رہی تھی کہ قائداعظم اپنے عقیدہ کو کیوں چھپائے رکھتے ہیں اور اسے ظاہر کیوں نہیں کرتے۔

اس لئے انہوں نے اس بات کی حقیقت معلوم کرنے کیلئے قائداعظم سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک ایسا سوال کیا جس سے ان کی ذات وصفات پر حرف آتا تھا۔

قائداعظم فوراً بات کی تہہ تک پہنچ گئے اور ان سے یوں مخاطب ہوئے!

"Tell me my boy if you take Hazrat Omar out of tha Islamis History what is left of it"

("یعنی اگر تم تاریخ اسلام سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خارج کردو تو پھر آپ کے پاس باقی رہ ہی کیا جاتا ہے؟")

یہ ایک ایسا جملہ تھا جسے سن کر سب ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے اور ہال میں سناٹا چھا گیا۔ قائداعظم چونکہ ایک حقیقت پسند انسان تھے اور تاریخ اسلام پر گہری نظر رکھتے تھے۔ اس لئے آپ متعصب، فرقہ پرست، تفرقہ پسند لوگوں کی طرح تاریخی حقائق کو قطعاً نظر انداز نہیں کرتے تھے اور نہ چشم پوشی سے کام لیتے تھے۔ بلکہ ہمیشہ یہی فرماتے رہتے تھے کہ!

"مسلمانوں کی وحدت کی بنیاد ایک خدا، ایک کتاب اور ایک رسول پر ہے اس لئے مسلمان بھی فرقہ بندی سے بالاتر ہو کر اتفاق واتحاد سے رہیں اور دنیا کے سامنے خلافت راشدہ کے دور کا نمونہ پیش کریں تاکہ پاکستان اسم بامسمّٰی ثابت ہو سکے۔" (۹)

قائداعظم علیہ الرحمۃ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو ملت اسلامیہ کے سواد اعظم کی طرح "خلیفہ چہارم" ہی سمجھتے تھے اور ان رضی اللہ عنہ کے یوم شہادت پر اپنی تمام مصروفیات ترک کر دیتے تھے۔

نواب صدیق علی خان لکھتے ہیں!

"۱۹۴۴ء میں بمبئی میں جناح، گاندھی مذاکرات کبھی کبھی دو دو تین تین دن کے وقفہ کے بعد ہوا کرتے تھے.......... ایک مرتبہ گاندھی جی اکیس ماہ رمضان المبارک کو بات چیت کرنا چاہتے تھے۔ قائداعظم نے بذریعہ اخباری بیان یہ کہہ کر معذرت کی کہ "چونکہ اس دن حضرت علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یوم شہادت ہے۔ اس لئے وہ گفت وشنید نہیں کریں گے" قائداعظم کا اخباری بیان پڑھ کر مولانا ظفر الملک صاحب نے لکھنو سے قائداعظم پر اعتراض کیا کہ "شیعہ عقیدہ کو مسلمانوں سے منسوب کرنے کا آپ کو کوئی حق نہیں ہے"..........

انہوں نے مولانا کو اپنے روایتی انداز میں مختصر سا جواب یہ کہہ کر دیا۔

"مجھے علم نہیں تھا کہ آپ جیسے کوتاہ نظر مسلمان ہنوز موجود ہیں۔ یہ صرف شیعہ عقیدہ کا سوال نہیں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ چہارم تھے۔ رمضان المبارک کی اکیس تاریخ کو بے شمار شیعہ وسنی مسلمان بلا لحاظ عقائد یوم شہادت مناتے ہیں"۔ (۱۰) اسی طرح پروفیسر محمد منور لکھتے ہیں!

گاندھی سے بات چیت کے دوران ۲۱ رمضان المبارک آ گیا۔ قائداعظم علیہ الرحمۃ نے اس روز گفتگو ملتوی کر دی۔ اس بنا پر کہ یہ شہادت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا دن تھا اس پر ایک ہندو نامہ نگار کے ایل پنجابی نے ان سے ۲۱ رمضان المبارک کی اہمیت پوچھی تو قائداعظم نے فرمایا کہ "اگر آپ کو ۲۱ رمضان المبارک کی اہمیت کا علم نہیں تو پھر آپ کو رپورٹر بننے کا کوئی حق نہیں" (۱۱)

کچھ شیعوں ہی کے نہیں مشکل کشا علی رضی اللہ عنہ
ہر رن میں نعرہ سنیوں کا بھی ہے "یا علی" رضی اللہ عنہ ← ظفر علی خان

قائداعظم محمد علی جناح علیہ الرحمۃ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ (شہادت ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ ہجری) کو خلیفہ چہارم تسلیم کیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ آپ کے مدنظر پہلے تین خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی

ہر روز ایک لاکھ جہنم سے آزاد فرماتا ہے اور رمضان کی انتیسویں رات ہوتی ہے تو مہینہ بھر میں جتنے آزاد کئے ہیں اس کے مجموعہ کے برابر، اس ایک رات میں آزاد فرماتا ہے، اور پھر جب عید الفطر کی رات آتی ہے تو فرشتے آپس میں خوشی کا اظہار کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ اپنے خاص انوار کی تجلیات کا ظہور فرما کر فرشتوں سے پوچھتا ہے، اے ملائکہ! اس مزدور کا کیا بدلہ جس نے کام پورا کرلیا، وہ عرض کرتے ہیں اس کو پورا اجر وثواب دیا جائے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے فرشتوں! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔

(اصبہانی عن ابن عباس)

فرمایا! جب روزہ داروں کی عید کا دن آتا ہے تو فرشتے آپس میں خوشی کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو مبارک باد دیتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ ان سب سے فرماتا ہے۔ اے فرشتو! اس مزدور کا کیا صلہ ہے جس نے اپنا کام پورا کرلیا ہے، وہ عرض کرتے ہیں الٰہی! اس کا صلہ یہ ہے کہ اس کو اس کے کام کے بدلے کی مزدوری پوری پوری دی جائے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، دیکھو میرے بندوں اور بندیوں نے اپنا فرض ادا کیا ہے، اور اب وہ (نماز عید پڑھنے اور) بڑے عجز وانکسار کے ساتھ مجھ سے دعا مانگنے کیلئے باہر نکلتے ہیں، مجھے اپنی عزت وعظمت، جلالت وکرامت، رفعت وسلطنت کی قسم میں ان کی دعاؤں کو ضرور شرف قبول عطا کروں گا۔ پھر فرماتا ہے اے میرے بندو! اب تم گھروں کو لوٹ جاؤں میں نے تم سب کو بخش دیا ہے۔ اور تمہارے گناہوں کو بھی نیکیوں میں بدل دیا ہے، حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ پھر وہ گناہوں سے پاک ہو کر گھروں کو آتے ہیں۔ (بیہقی)

نبی کریم ﷺ جب پہلی تاریخ کا چاند دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے!

"اللھم اھلہ علینا با لامن والایمان والسلامۃ والاسلام ربی وربک اللہ"

الٰہی! یہ چاند ہم پر اس طرح طلوع رکھنا کہ ہم ہر مصیبت سے امن میں اور ایمان پر قائم رہیں، ہر آفت سے سلامت اور دین اسلام پر ثابت قدم رہیں، اے چاند! تیرا، اور ہم سب کا رب صرف ایک اللہ ہے۔

مسائل عید: جب عید کا چاند نظر آئے تو مذکورہ دعا پڑھنا سنت ہے، بلکہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کا چاند دیکھ کر یہ دعا پڑھنا مسنون ہے، چاند دیکھنے کے بعد حسب معمول نماز مغرب وعشاء مسجد میں ادا کیا جائے عید الفطر کے روز یہ کام سنت ہیں۔

نماز فجر، مسجد میں باجماعت پڑھنا، غسل کرنا، مسواک کرنا، نئے یا دھلے ہوئے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، نماز عید، عیدگاہ میں پڑھنا، رستہ میں آہستہ آواز میں "اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر و للہ الحمد" پڑھتے جانا، رستہ بدل کر آنا، نماز عید سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھجور وغیرہ کھانا۔ اور صدقہ فطر عید سے پہلے ادا کرنا

مستحب اور بہتر یہ ہے کہ عید کے دن صبح صادق طلوع ہونے کے بعد اور عید کی نماز پڑھنے سے پہلے، فطرانہ ادا کردیا جائے اگر کسی وجہ سے عید کی نماز سے پہلے ادا نہ کیا جاسکے تو پھر بعد میں ضرور ادا کردینا چاہیے۔ اسی طرح عید کے دن سے پہلے بھی فطرانہ ادا کرنا جائز ہے۔

صدقہ فطر کی مقدار گندم یا گندم کا آٹا کا نصف صاع (احتیاطاً سوا دو سیر) اور جو کھجور اور منقی، ایک صاع (احتیاطاً ساڑھے چار سیر) فی کس ہے۔ ۱۔۔۔۔گندم ۲۔۔۔۔جو ۳۔۔۔۔کھجور ۴۔۔۔۔منقی

ان چار چیزوں کے علاوہ کوئی اور چیز اگر فطرانہ دینی ہو تو اس میں قیمت کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، مثلاً اگر چاول، باجرہ یا مکئی وغیرہ دینی ہو تو وہ نصف صاع گندم یا ایک صاع جو کی قیمت کی ہونی چاہیے۔ آدھا صاع گندم یا ایک صاع جو وغیرہ کی قیمت دینا بھی جائز ہے بلکہ افضل ہے، کیونکہ نقد روپے سے غریب آدمی اپنی تمام ضروریات اچھی طرح باسانی پوری کرسکتا ہے۔

محتاط اور اعلیٰ تحقیق کے مطابق، صاع کا وزن ۳۵۱ تولہ ہے اور آدھے صاع کا وزن ۱۷۵۱/۲ تولہ ہے۔ صدقہ فطر کے مستحق بھی وہی اشخاص ہیں جو زکوٰۃ کے حقدار ہیں، یعنی جن کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں، انہیں صدقہ فطر بھی دے سکتے ہیں اور جنہیں زکوٰۃ دینا جائز نہیں، انہیں فطرانہ دینا بھی جائز نہیں

نماز

پڑھو سارے نماز اپنے خدا کی — یہ دیتی ہے ضیا صدق وصفا کی
دلوں کو صاف کرتی ہے ریا سے — ملاتی ہے یہ بندوں کو خدا سے
یہ سب روحانی مرضوں کی شفا ہے — یہ جسمانی دکھوں کی بھی دوا ہے
سکھاتی ہے سبق مہر و وفا کا — وسیلہ ہے یہ مولا کی رضا کا
مساوات اور اخوت کا نشاں — چھڑاتی شرک سے انساں کی جاں ہے

عید الفطر اور صدقہ فطر

مسائل و احکام

پروفیسر محمد حسین آسی

صدقہ فطر کے احکام: عن ابی عمر قال فرض رسول اللہ ﷺ زکوٰۃ الفطر صاعاً من تمر او صاعاً من شعیر علی العبد والحر والذکر والانثیٰ والصغیر والکبیر من المسلمین وامر بھا ان تؤدی قبل خروج الناس الی الصلوٰۃ۔ (رواہ البخاری)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فطر کی زکوٰۃ، کھجور کا ایک صاع، یا جو کا ایک صاع فرض کی ہے۔ ہر غلام، آزاد، مرد و عورت، چھوٹے اور بڑے پر، جو مسلمان ہوں، اور یہ حکم فرمایا کہ عید کی نماز کیلئے نکلنے سے پہلے زکوٰۃ فطر ادا کردی جائے۔

حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو بھیجا کہ مکہ کے گلی کوچوں میں اعلان کردے کہ صدقہ فطر واجب ہے، ہر مسلمان مرد و عورت، آزاد، غلام، چھوٹے اور بڑے پر، دو مد گندم یا ایک صاع کھانا۔ (رواہ الترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہٗ نے رمضان کے آخر میں لوگوں سے فرمایا "اپنے روزے کا صدقہ ادا کرو، رسول ﷺ نے یہ صدقہ فطر واجب قرار دیا ہے ایک صاع کھجور یا جو، یا آدھا صاع گندم، ہر آزاد و غلام مرد و عورت اور چھوٹے بڑے پر۔ (رواہ ابوداؤد و نسائی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہٗ ہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، زکوٰۃ فطر روزے کو لغو اور بیہودہ باتوں سے پاک کرتی ہے اور مسکینوں کیلئے خورد و نوش کا ذریعہ ہے۔ (رواہ ابوداؤد)

نیز ارشاد فرمایا بندے کا روزہ زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتا ہے یعنی قبول نہیں ہوتا جب تک اس کے ذمہ صدقہ فطر واجب ہے اور عمر بھر اس کے ادا کرنے کا وقت ہے۔ (دیلمی عن انس)

صدقہ فطر روزے دار کی تمام کوتاہیوں اور خطاؤں کا کفارہ ہے۔ جس نے نماز عید سے پہلے ادا کردیا تو یہ زکوٰۃ مقبولہ ہے اور اس نے بعد میں دیا تو وہ محض ایک صدقہ ہے۔ (ابوداؤد)

مسائل و احکام: ہر وہ آزاد مسلمان جو حاجت اصلیہ سے فارغ نصاب کا مالک ہے اس پر خود اپنا اور اپنے نابالغ بچوں کی طرف سے، صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے۔ صدقہ فطر واجب ہونے کیلئے، عاقل و بالغ ہونا یا مال کا نامی شرط نہیں۔ عید الفطر کے روز صبح صادق کے طلوع ہوتے ہی صدقہ واجب ہوتا صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے۔ لہذا جو بچہ عید کی صبح صادق ہونے سے پہلے پیدا ہوا اس کی طرف سے بھی باپ کو صدقہ فطر دینا واجب ہے۔ اسی طرح اگر کوئی فقیر عید کے روز صبح صادق ہونے پہلے مالک نصاب ہو جائے، یا کافر مسلمان ہو جائے تو ان پر بھی صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے۔ احناف کے نزدیک صدقہ فطر واجب ہے اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک فرض ہے۔

نابالغ اور مجنون یعنی پاگل اگر مالک نصاب ہوں تو ان پر بھی صدقہ فطر واجب ہے اور ان کے وارث و نگران، ان کی طرف سے ان کے مال سے فطرانہ ادا کریں، باپ پر اپنی عاقل و بالغ اولاد اور خاوند پر بیوی کی طرف سے صدقہ فطر دینا واجب نہیں، ہاں اگر ان کی طرف سے دے دیا تو ادا ہو جائے گا۔ ماں پر اپنی نابالغ اولاد کا صدقہ فطر دینا واجب نہیں بلکہ باپ پر واجب ہے اگر باپ نہ ہو تو دادا پر یتیم پوتوں اور پوتیوں کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے۔ جب کہ وہ مالک نصاب ہوں۔

عید الفطر: نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف نظر فرماتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندہ کو نظر کرم سے دیکھتا ہے تو اسے پھر کبھی عذاب نہیں دیتا، اور

تو اگر برا نہ مانے تجھے آئینہ دکھا دوں

آئینہ مرزائیت

صاحبزادہ نورالمجتبیٰ چشتی

(نوٹ: حضرت صاحبزادہ صاحب نے یہ کتابچہ تبصرے کیلئے بھیجا تھا۔ ہم نے اسے مفید سمجھتے ہوئے شامل اشاعت کرلیا اور تبصرہ قارئین پر چھوڑ دیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلوٰة والسلام علیٰ خاتم النبیین اما بعد!

سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کسی قسم کا کوئی نیا نبی نہیں، لیکن تیس دجال اور کذاب پیدا ہوں گے جو اپنے حق میں نبی ہونے کا گمان کریں گے (الحدیث)

مذکورہ بالا حدیث سے واضح ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد اگر کوئی شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ شخص دجال اور کذاب تو ہوگا مگر نبی تو کجا مسلمان نہیں ہوسکتا۔ قادیاں میں مرزا غلام احمد نامی ایک شخص پیدا ہوا، یہ مختلف قسم کی بیماریوں میں مبتلا ہوا، اس کا دماغی توازن بھی درست نہ رہا یہ کئی قسموں کے خیالی پلاؤ پکایا کرتا تھا۔ اس کو ایک پاپولر شخصیت بننے کا شوق لاحق ہوا تو اس نے اس بات میں غور وفکر شروع کر دیا کہ میں مجدد ہونے کا دعویٰ کروں یا محدث؟ وہ ابھی اس سوچ بچار میں ہی تھا کہ ہندوستان کی ایک مشہور دینی درس گاہ (جس کے بارے میں تاریخی شواہد موجود ہیں کہ اس کو ہندوؤں اور انگریزوں کی سرپرستی حاصل ہے اور خصوصاً اندرا گاندھی کی نوازشات بھی میسر ہوئیں) سے آواز بلند ہوئی کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد اگر کوئی نیا نبی آ جائے تو آپ ﷺ کی ختم نبوت میں کچھ فرق نہیں آتا اور اللہ تعالیٰ کروڑوں محمد جیسے نبی بھیج سکتا ہے تو مرزا قادیانی نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دعویٰ کرنے کیلئے اسی منصب کو پسند کرلیا۔

ذیل میں بطور نمونہ چند ایک مرزا کے متضاد دعوے باحوالہ ذکر کیے جاتے ہیں اور قادیانی امت سے سوال کیا جاتا ہے کہ وہ مرزا قادیانی کے بارے میں وضاحت کریں کہ وہ کس جنس سے ہیں۔

١............ میں محدث ہوں............توضیح المرام

٢............ میں معبود ہوں............حمامۃ البشریٰ

٣............ مسیح موعود (عیسیٰ ہوں)............ازالہ اوہام

٤............ خدا کا رسول ہوں............دافع البلاء

5............ خدا ہوں............آئینہ کمالات اسلام

٦............ خدا کا بیٹا ہوں............تتمہ حقیقت الوحی

٧............ خدا کی بیوی ہوں............تتمہ حقیقت الوحی

٨............ خدا کا باپ ہوں............حقیقت الوحی

٩............ بروزی محمد و احمد ہوں............حقیقت الوحی حاشیہ

مندرجہ بالا حوالہ جات پیش کر کے ہم قادیانی کو دعوت غور وفکر دیتے ہیں کہ کیا ایک ہی ذات خدا اور وہی اپنا رسول آپ ہوسکتا ہے؟ ایک شخص خاوند اور وہی بیوی خود ہو سکتی ہے؟ اگر ایسا نہیں ہوسکتا اور ہرگز ہو بھی نہیں تو ایسے مخبوط الحواس دعویدار کو نبی کیوں مانتے ہو اور اسکی اتباع کیوں کرتے ہو۔

مرزا نے ایک مقام پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ کبھی خدا ہونے کا دعویٰ کر دیا، تو کبھی خدا کی بیوی ہونے کا کبھی خدا کا بیٹا ہونے کا اور کبھی خدا کا رسول ہونے کا دعویٰ کیا۔ خدا تعالیٰ تو وحدہٗ لاشریک ہے، کنبے سے پاک ہے اس لئے ایسے دعوے کرنے والا کافر و مشرک اور مرتد ہے۔ چہ جائیکہ اسے محدث یا امام مان لیا جائے۔ اب ہم مرزا کی مزید چند کفریات نقل کرتے ہیں۔

مرزا قادیانی کی کفریات:

١............ مجھ سے میرے رب نے بیعت کی (دافع بلا)

٢............ "وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین" میرے حق میں نازل ہوئی۔ (حقیقۃ الوحی)

٣............ عیسیٰ علیہ السلام کا چال چلن کیا تھا ایک کھاؤ، پیؤ، شرابی نہ زاہد نہ عابد نہ حق کا پرستار، خود بین خدائی دعویٰ کرنے والا۔ (مکتوبات احمدیہ ج ٣)

٤............ آپ (مرزا قادیانی) نے کشف کی حالت میں دیکھا کہ آپ (مرزا قادیانی) عورت ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ سے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا۔ (عقلمند کیلئے اشارہ کافی ہے)۔ (اسلامی قربانی)

تعالیٰ کا شکر کرنا (شہادۃ القرآن)

۲.....ہم پر اور ہماری ذریت پر یہ فرض ہو گیا ہے کہ اس مبارک گورنمنٹ برطانیہ کے ہمیشہ شکر گزار رہیں (ازالہ اوہام)

۳.....اے بابرکت قیصری ہند ملکہ وکٹوریہ تجھے تیری یہ عظمت اور نیک نامی مبارک ہو۔ خدا کی نگاہیں اس ملک پر ہوں، خدا کی رحمت کا ہاتھ اس رعایا پر ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے تیری ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے۔ (ستارہ قیصریٰ)

مندرجہ بالا تمام بحث سے مرزا قادیانی کی حیثیت مکمل کر سامنے آجاتی ہے۔

جس مذہب کا بانی ایسا مخبوط الحواس ہو اس مذہب کی صداقت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ مرزا قادیانی کی شخصیت اور اس کی بروزی جعلی نبوت کے ڈرامہ کے مطالعہ کے بعد اگر کوئی شخص اس کا امتی کہلائے تو یہ اس کی بدبختی ہے۔ لیکن حیرت ان لوگوں کی عقل پر ہے جو مرزا قادیانی کی ان پاگلانہ حرکتوں اور دعوؤں کو معجزہ شمار کر کے اس کھلی گمراہی پر پڑے ہوئے ہیں۔

انداز بیان گرچہ بہت شوخ نہیں
شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

مرزا کی بدحواسیاں: سیرۃ المہدی حصہ دوم کی ایک عبارت ملاحظہ ہو۔

ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) اپنی جسمانی عادات میں ایسے سادہ تھے کہ بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تو بے توجہی کے عالم میں اس کی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں اوپر کو ہو جاتی تھی۔ اور بار ہا ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگ ہوتا تھا اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کیلئے گرگابی (جوتا) ہدیۃً لاتا آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بایاں دائیں میں چنانچہ اس تکلیف کی وجہ سے آپ دیسی جوتا پہنتے تھے۔ اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو اس وقت پتہ لگتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں کہ جب کھانا کھاتے کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آجاتا ہے۔ (قادیانی مذہب بحوالہ سیرۃ المہدی)

حلیہ: مولانا محمد عمر صاحب اچھروی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ ''مرزا صاحب کے سر پر روی ٹوپی، اور دس گز کی پگڑی بندھی ہوئی۔ سرین کے نیچے تک شملہ لٹکتا ہوا، منہ میں پان، چست پاجامہ یا غرارہ پہنا ہوا ریشمی ازار بند، ایک پلے میں کنجیوں کا گچھا، پاؤں میں الٹی گرگابی پہنے ہوئے (جس پر نشان لگے ہوں) اوپر پھٹا ہوا سفید چوغہ، دایاں بازو خشک لکڑی کی طرح لٹکتا ہوا''

یہ ہے امت مرزائیہ پیشوا! جس امت کے نبی کی ایسی حالت ہو اس کی بدبختی کا کیا کہنا۔

امیر عبدالرحمن مرحوم والی کابل اپنی خود نوشت سوانح حیات میں لکھتے ہیں ''میں اپنے ایک خواب کا ذکر کرنا چاہتا ہوں، جو میں نے روس سے افغانستان کی جانب روانہ ہونے سے پہلے دیکھا تھا۔ اس خواب سے مجھے بہت اطمینان حاصل ہوا تھا اور میں اس یقین سے سرشار ہوا کہ بالآخر مجھے کامرانی نصیب ہوگی۔ ایک شب میں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے مجھے بازوؤں سے پکڑے ہوئے ایک بادشاہ کے حضور پیش کرتے ہیں، یہ ایک بادشاہ ایک چھوٹے سے کمرے میں تشریف فرما ہے۔ چہرے سے بہت نرمی اور مہربانی ٹپکتی ہے۔ خوبصورت ریش مبارک ہے۔ پلکیں لمبی، آنکھیں خوبصورت، ابرو پیوستہ بدن مبارک پر ڈھیلا ڈھالا لبادہ۔ دوسرا پاحسن کمل کا نمونہ اور شرافت کا پیکر ہے۔ دائیں جانب ایک لمبی بھوری داڑھی والا نرم اور شکر شخص بیٹھا ہے۔ اس کے ساتھ میانہ قد کا اور خوبصورت شکل وشمائل کا دوسرا شخص بیٹھا ہے جس کے سامنے قلم دوات دھرے ہیں اور پاس عربی میں لکھے ہوئے مسودات پڑے ہیں۔ بادشاہ کے بائیں جانب بھی دو افراد بیٹھے ہیں ان میں سے ایک کی داڑھی کا رنگ سنہرا اور مونچھیں اور ابرو گھنے ہیں۔ ستواں ناک ہے اور چہرے پر نرمی اور وجاہت ہے ان کی شخصیت دیکھ کر سیاست دان کا تصور ابھرتا ہے۔ اس کے ساتھ ایک نہایت حسین شخص بیٹھا ہے، جو بادشاہ سے بہت حد تک مشابہت رکھتا ہے۔ وہ قدیم دور کے فوجی لباس میں ملبوس ہے اور اس کے پاس ایک تلوار بھی ہے۔ قد وقامت کے لحاظ سے وہ دوسروں سے کوتاہ ہے مگر اس کا چہرہ گہرے شعور کا تاثر دیتا ہے اور ڈیل ڈول سے وہ بہادر اور جنگجو نظر آتا ہے۔ میرے فوراً بعد کمرے میں ایک اور شخص کو بھی لایا گیا۔ بادشاہ نے اس سے اشاروں میں کچھ فرمایا جو میں نہ سمجھ سکا۔ جواب میں اس شخص نے کہا اگر مجھے بادشاہ بنا دیا جائے تو میں تمام مذاہب کی عبادت گاہیں گرا کر ان کی جگہ مساجد تعمیر کراؤں گا۔ بادشاہ یہ جواب سن کر کبیدہ خاطر ہوئے اور فرشتوں کو حکم دیا کہ اسے واپس لے جائیں۔ ''اس کے بعد مجھ سے پوچھا گیا کہ اگر تجھے حکمران بنا دیا جائے تو تو کیا کرے گا۔ میں نے عرض کیا میں انصاف کروں گا سارے بت توڑ دوں گا اور ان کی بجائے کلمہ طیبہ کو بلند کروں گا۔'' جونہی میری زبان سے یہ الفاظ نکلے بادشاہ کے چاروں ساتھیوں نے مجھے غور سے دیکھا اور ان کے چہروں پر مہربانی کے آثار نمودار ہوئے یہ گویا مجھے بادشاہ بنانے پر رضامندی کا اظہار تھا۔ ''اس لیے مجھے بتایا گیا کہ میں جس شہنشاہ کے دربار سلوت میں ہوں، وہ رسول خدا حضرت محمد ﷺ ہیں اور ان کے دائیں ہاتھ بیٹھے ہوئے ان کے برگزیدہ ساتھی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عثمانؓ ہیں اور بائیں جانب بیٹھے ہوئے حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت علیؓ ہیں۔

(نور بصیرت .... میاں عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ ....)

مرسلہ: حاجی محمد شوکت علی

الاستفتاء

علامہ شفقات احمد نقشبندی

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ نومولود بچے کے کان میں اذان دینا چاہیے یا نہیں؟ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ بینوا توجروا

سائل: حاجی عبدالرزاق نقشبندی لاثانوی ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

...واب بعون اللہ العلام الوہاب وھو موفق للحق والصواب"

...ود بچے کے کان میں دائیں طرف نماز جیسی اذان کہنا اور بائیں طرف نماز ...اقامت کہنا جناب رسول اللہ ﷺ کا حکم بھی ہے اور سنت بھی یعنی یہ ...قولی وفعلی دونوں سے ثابت ہے۔ چنانچہ محدث کبیر احمد بن محمد دینوری ...روف با بن السنی رحمہ اللہ جناب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے مرفوع ...یث نقل فرماتے ہیں، "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ولد ... مولود فاذن فی اذنہ الیمنیٰ و اقام فی اذنہ الیسریٰ لم یضرہ ...ام الصبیان" (عمل الیوم واللیلۃ ص ۲۲۰ مطبوعہ بیروت) کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور وہ اس بچے کے دائیں کان ...ں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہے تو (انشاء اللہ عزوجل) وہ بچہ ام ...صبیان (مرگی) سے محفوظ رہے گا۔ محدث شہیر علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری ...ی اپنی مشہور زمانہ کتاب "مرقاۃ المفاتیح" میں نقل فرماتے ہیں۔ "قد جاء ...ی مسند ابو یعلیٰ الموصلی عن الحسین بن علی رضی اللہ عنہما مرفوعا" من ولد لہ ولدا فاذن فی اذنہ لیمنیٰ واقام فی اذنہ الیسریٰ لم تضرہ ام الصبیان" کذا فی الجامع الصغیر السیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ (مرقاۃ نمبر ۷ ص ۵۰ مطبوعہ کوئٹہ) یعنی محدث ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں اور امام سیوطی نے جامع صغیر میں یہ مرفوع روایت بیان فرمائی کہ جناب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کسی کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور اس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہے تو (انشاء اللہ عزوجل) اس بچے کو ام الصبیان کی بیماری نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔ نیز محدث شہیر مولانا قطب الدین خان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی مشہور زمانہ تصنیف "مظاہر حق" میں فرماتے ہیں "مسند ابو یعلیٰ موصلی میں حضرت حسین سے بطریق مرفوع منقول ہے کہ جس کے ہاں لڑکا پیدا ہو اور وہ اذان دے اس کے دائیں کان میں اور تکبیر کہے بائیں کان میں تو نہیں ضرر کرے گی اس کو "ام الصبیان" "کذا فی الجامع الصغیر للسیوطی" (مظاہر حق جلد ۳ ص ۳۵۴ مطبوعہ لکھنو) نیز علامہ حبیب الرحمان صدیقی کاندھلوی نے بھی لکھا ہے "ابن السنی نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہی جائے تو اسے ام الصبیان کی بیماری کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتی (شرح حصن حصین ص ۳۳۹ مطبوعہ کراچی)

الغرض اس قولی حدیث مصطفےٰ ﷺ کو بہت سے محدثین کرام نے نقل فرمایا اور اس سے حجت پکڑی ہے نیز اس کا مرفوع ہونا بھی تسلیم کیا ہے۔ نیز یہ کہ از محدثین صحاح ستہ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی علیہ الرحمہ نے ایک فعلی روایت بھی نقل فرمائی ہے۔ باب باندھا ہے۔ "باب الاذان فی اُذن المولود" یعنی نومولود کے کان میں اذان کہنے کا بیان، اور اس باب میں امام ترمذی پہلی حدیث نقل فرماتے ہیں۔ "عن عبید اللہ بن ابی رافع عن ابیہ قال رایت رسول اللہ ﷺ اذن فی اذن الحسن بن علی حسین ولدتہ فاطمہ بالصلوٰۃ ھذا حدیث صحیح والعمل علیہ (ترمذی شریف جلد ۱ ص ۱۸۳ مطبوعہ دہلی) اور یکے از محدثین صحاح ستہ امام سلیمان بن اشعث سجستانی علیہ الرحمہ نے بھی باب "فی المولود یوذن فی اذنہ" باندھ کر اس کے تحت پہلی حدیث بعینہ الفاظ یہی نقل فرمائی ہے (ابوداؤد شریف جلد ۲ ص ۳۴۰ مطبوعہ کراچی) اور صاحب مشکوٰۃ محدث ولی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ تبریزی نے بھی ترمذی اور ابوداؤد کے حوالے سے یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔ نیز لکھا ہے "وقال الترمذی ھذا حدیث حسن صحیح" (مشکوٰۃ شریف ص ۳۵۵ مطبع گلزار محمدیہ لاہور) یعنی امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور محدث اہل حدیث مولوی بدیع الزمان برادر مولوی وحید الزمان نے بھی اس حدیث کو حسن اور صحیح لکھا ہے

(جائزہ الشوذی جلد۱ص ۵۶۹ مطبوعہ کراچی) نیز محدث اعظم امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس روایت کو نقل فرمایا ہے (سنن الکبریٰ جلد۹ ص ۳۰۵ مطبوعہ ملتان) نیز حافظ ابن قیم جوزی نے بھی اس حدیث کو نقل فرمایا ہے۔" زاد المعاد فی ھدی خیر العباد" (جلد۲ص۴مطبوعہ بیروت) نیز جناب احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ایک مقام پر تو یہی الفاظ بیان فرمائے (مسند امام احمد جلد۶ص ۸۵) البتہ دوسرے مقام پر الفاظ" اذن فی اذنی الحسن " بیان فرمائے ہیں (مسند امام احمد جلد۶ص ۵ مطبوعہ گوجرانوالہ) اور مولوی حبیب الرحمان کاندھلوی نے بھی شرح حصن حصین ص ۳۳۹ پر اس روایت کو بیان فرمایا ہے جناب ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب جناب سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپ ﷺ نے ان کے کان میں اذان کہی تھی۔ علامہ محمد ابن جزری علیہ الرحمہ نے بھی ترمذی اور ابوداؤد کے حوالے سے یہ الفاظ لکھے ہیں " وان اتی بمولود اذن فی اذنہ حین الولادۃ" یعنی بچے کی پیدائش کے بعد اس کے کان میں اذان کہی جائے (حصن حصین مع ص ۳۳۹ مطبوعہ کراچی) محدث جلیل علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں " وھذا یدل علیٰ سنیۃ الاذان فی اذان المولود" (مرقاۃ المفاتیح جلد۷ ص ۵۰ کوئٹہ) محقق بالاتفاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں" وایں سنت است نزد ولادت " (اشعۃ اللمعات جلد۳ ص ۵۱۳ مطبوعہ لکھنو) اور محدث شہیر علامہ قطب الدین خان صاحب عبارت بالا کو ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں" اس سے معلوم ہوا کہ اذان دینا لڑکے کے کان میں بعد پیدا ہونے کے سنت ہے" (مظاہر حق جلد۳ ص ۳۵۴ مطبوعہ لکھنو) نیز علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری نقل فرماتے ہیں" وفی شرح السنتہ .روی ان عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ' کان یئوذن فی الیمنیٰ و یقیم فی الیسریٰ اذا ولد الصبی "(مرقاۃ المفاتیح جلد۷ ص ۵۰ مطبوعہ کوئٹہ حاشیہ مشکوۃ جلد۲ ص ۳۵۵ مطبوعہ لاہور ۱۳۱۲ھ) یعنی شرح السنہ میں منقول ہے کہ خلیفہ راشد خامس جناب عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا کہ جب بھی کوئی بچہ پیدا ہوتا تو آپ اس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت پڑھا کرتے تھے۔

لہذا ارشاد خداوندی ہے" قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ،من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ، فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول اور وما آتاکم الرسول فخذوہ (وغیرھم)" کے مطابق اور احادیث صحیحہ وآثار صریحہ پر ایمان بالایقان رکھتے ہوئے تمام اہل ایمان کو چاہیے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے فرمان ذیشان اور آپ کی سنت مطہرہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے جناب سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی طرح ہر پیدا ہونے والے بچے کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہا کریں، البتہ یہ یاد رہے کہ اس اذان کا تعلق نماز جنازہ کے ساتھ کوئی نہیں اگر خدانخواستہ کوئی بچہ پیدا ہوتے ہی اذان کہنے سے پہلے انتقال کر جائے تو اس کا نماز جنازہ بھی پڑھا جائے گا اور اس کو قبرستان میں ہی دفن کیا جائے گا۔ عوام میں جو اس کے برعکس مشہور ہے وہ بالکل غلط ہے۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب

اسلام میں سب سے پہلے

پہلا حکم بعثت	9 ربیع الاول 41 سال میلاد کو
قرآن کا پہلا نزول	18 رمضان المبارک 1 سال بعثت
خواتین میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا	حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نوخیز جوانوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا	حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سب سے پہلی مسجد	مسجد قبا
نماز فرض ہوئی	27 رجب المرجب 2 قبل ہجرت
اسلام کے پہلے موذن	حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اسلام میں پہلی ہجرت	ہجرت حبشہ
روزے فرض ہوئے	2 ہجری میں
شراب حرام ہوئی	4 ہجری میں
پہلا حج	9 ہجری میں
آنحضرت ﷺ کا پہلا حج	10 ہجری میں

محمد اکرام (لاثانی بک اینڈ کمپوزنگ سنٹر ریلوے روڈ شکر گڑھ)

آپ نے پوچھا!..........

......از شیخ القرآن والحدیث علامہ ابوالفیض **محمد عبدالکریم** ابدالوی چشتی قادری......

ل ۱:...... اگر کوئی نمازی اپنی تکبیر تحریمہ باندھنے سے پہلے امام صاحب کو لقمہ دے
کیا یہ جائز ہے اور کیا نماز کی صحت پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔

ب:...... جو شخص امام صاحب کی اقتداء میں داخل نہیں اسے امام صاحب کو لقمہ
نا جائز نہیں۔ اگر امام صاحب اس کا لقمہ لیں گے تو امام صاحب اور جماعت کی
ز فاسد ہو جائے گی۔

ال ۲:...... کسی رکعت میں ایک سجدہ رہ جائے تو کیا نماز ہو جائے گی۔

اب:...... سجدہ چونکہ نماز کے فرائض میں سے ہے، لہذا فرض کے ترک سے نماز
سد ہو جاتی ہے اگر بعد کی رکعت میں یاد آجائے تو اس رکعت میں تین سجدے
رلے اور آخر میں سجدہ سہو کرلے بعض کا قول ہے کہ نماز دوبارہ پڑھ لے۔

وال ۳:...... کیا ایسی جگہ نماز پڑھنا جائز ہے جہاں سامنے قبریں ہوں۔

واب:...... شرعاً نمازی کے سامنے اگر قبر قریب ہو تو نماز مکروہ ہے اور بیٹھنے یا محفل
کیلئے جگہ بنائی گئی ہو تو وہ مسجد نہیں ایسی جگہ نماز ادا کرنے سے جہاں قبلہ کی جانب
قبریں سامنے ہوں نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔ نیز اگر محلہ کی مسجد بھی قریب ہے تو مسجد کا
حق تلف ہوتا ہے، دوسری کراہت کی وجہ ہے جبکہ بیرون مسجد میں نماز ادا کرنے کو
ترجیح دی جائے۔ تیسری وجہ کراہت ہوئی۔
بشرطیکہ مسجد میں نماز ادا کرنے سے شرعی عذر مانع نہ ہو۔

سوال ۴:...... کیا مسجد کا ہمسایہ مسجد کی دیوار پر اپنے گھر کا شہتیر رکھ سکتا ہے۔

جواب:...... مسجد کی دیوار کو اپنے مکان کے استعمال میں نہ لائے۔

سوال ۵:...... شیر خوار بچے کا پیشاب اس کی والدہ کے کپڑوں اور اکثر اوقات جسم کو
بھی لگ جاتا ہے۔ تو کیا ایسی حالت میں والدہ کو نماز کی ادائیگی کیلئے ہر بار پاکیزہ
کپڑوں اور غسل کی ضرورت ہے۔

جواب:...... شیر خوار بچے کا پیشاب نجس ہے لہذا جہاں کپڑے اور بدن پر لگ
جائے اسے دھو کر پاک کر کے نماز ادا کرے ہر بار غسل ضروری نہیں نجاست کی جگہ
دھونا کافی ہے۔

سوال ۶:...... عام دیہاتوں میں نماز جنازہ کا سلام پھیرتے وقت دائیں طرف کا
دایاں اور بائیں طرف سلام پھیرتے وقت بایاں ہاتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ اس کا شرعی
حکم بیان فرمائیں۔ (عبداللہ لاہور)

جواب:...... شرعاً ایسا کرنا کوئی ضروری نہیں یہ محض رواج ہے مسئلہ نہیں۔

سوال ۷:...... نماز جنازہ میں دائیں طرف سلام پھیرتے وقت دایاں ہاتھ اور بائیں
طرف سلام کے ساتھ بایاں ہاتھ چھوڑنا چاہیے یا دونوں ہاتھ سلام کے بعد کھولنے
چاہیے۔

جواب:...... نماز جنازہ میں دونوں ہاتھ سلام پھیرنے کے بعد کھولنے چاہیے۔

سوال:...... جمعہ کے دو خطبوں کے درمیان کئی آدمی دعا مانگتے ہیں کیا جائز ہے

جواب:...... بعض ائمہ کے نزدیک جائز ہے۔

سوال:...... لڑکی مسلمان اور لڑکا مرزائی ہو تو کیا ان کا نکاح ہو سکتا ہے۔

جواب:...... مرزائی غیر مسلم اقلیت ہیں غیر مسلم اور مسلم کا آپس میں نکاح قرآن
کریم میں منع کیا گیا ہے۔ لہذا مرزائی لڑکا اگر مرزائیت چھوڑ کر مرزا قادیانی کو جھوٹا
کافر لکھ کر اسلام قبول کر کے اہلسنت و جماعت میں رہنے کا عہد لکھ دے تو ان کا
نکاح جائز ہوگا ورنہ حرام ہوگا، نکاح کرنے اور کرانے والوں کے اپنے نکاح بھی
ٹوٹ جائیں گے۔

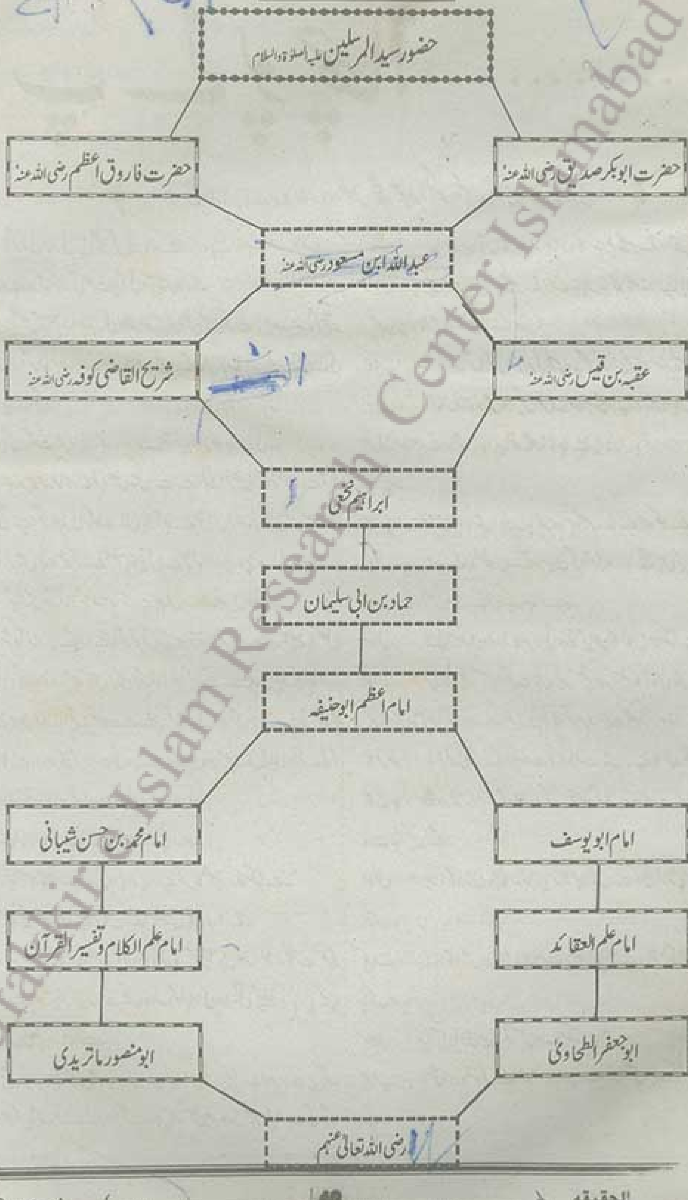
سوال:...... جنازگاہ میں پنجگانہ نماز یا نماز عید میں سے کوئی نماز پڑھنا جائز ہے یا
نہیں۔

جواب:...... جنازگاہ میں ہر نماز باجماعت پڑھنا جائز ہے۔ بشرطیکہ نجاست سے جگہ
پاک ہو۔

سوال:...... کیا جنبی آدمی میت کو غسل دے سکتا ہے؟

جواب:...... استنجا اور وضو کر کے اشد ضرورت کے وقت جنبی میت کو غسل دے تو جائز
ہے۔

شجرہ فقہ حنفی



میری عید کیا

پروفیسر محمد حسین آسی

دل کا گوشہ گوشہ ہے سنسان میری عید کیا
عقل تیرہ ہے نری ویران میری عید کیا

نشۂ توحید سے محروم ہے جانِ حزیں
ضعف کا نخچیر ہے ایمان، میری عید کیا

کیفِ عشق سیدِ کونین جب حاصل نہیں
اے مرے آقا ترے قربان، میری عید کیا

روزے کا مقصود تھا تقویٰ سو وہ بھی ہے کہاں
اپنی ناکامی پہ ہوں حیران، میری عید کیا

ذاتِ باری کے کہاں لائق ہے ایسی بندگی
بلکہ بندے کے بھی کب شایان، میری عید کیا

نفس کی للکار بھی ہے حسبِ سابق زور پر
خندہ زن مجھ پہ ہے جب شیطان، میری عید کیا

لب پہ آیا بھی تو کیا اس میں کہاں کا امتیاز
دل میں جلوہ گر نہیں قرآن، میری عید کیا

بندۂ مومن کی جو جو شان ہے قرآن میں
جب میری نہیں وہ شان، میری عید کیا

نے توکل، نے خلوصِ عشق، نے صبر و رضا
میں ہوں بالکل بے سروسامان، میری عید کیا

نفس جن کا مطمئنہ ہے، انھیں کی عید ہے
میں کہ ہوں جویائے اطمینان، میری عید کیا

نقشِ لاثانی اب آسی پہ کرم فرمائیے
عید لے کر اس کے دل میں بھی ذرا آجائیے